



اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تینتالیسوں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 22 اگست 2017ء بروز منگل بمناسبت 29 ربیعہ 1438 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ چیئر پرنسپر کے پیش کا اعلان۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	04
4	تحریک اتحاق نمبر 10 مجاہب: جناب عبدالجید خان اچھری، رکن صوبائی اسمبلی۔	06
5	سرکاری کارروائی براۓ قانون سازی۔	26

ایوان کے عہد پدار

اپنیکر میدرم راحیلہ حمید خان درانی

ایوان کے افسران

جناب شمس الدین سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمن۔ ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہوانی چیف رپورٹر



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 22 راگت 2017ء بروز منگل بہ طابق 29 رذیعہ 1438 ہجری، بوقت شام 4:00 بجے زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهٌ إِلَّا هُوَ عَلِيمٌ الْغَيْبٌ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهٌ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَمِّيْمُ الْعَزِيْزُ الْجَبَارُ الْمُتَكَبِّرُ طَسْبُحْنَ اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِيُّ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى طَسْبُحْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيمُ

﴿ پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر آیات نمبر ۲۲ تا ۲۳ ﴾

ترجمہ: بِسِمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَهُوَ اللّٰهُ ہے جس کے سوابندگی نہیں کسی کی جانتا ہے اور جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے وہ ہے بڑا مہربان رحم والا۔ وَهُوَ اللّٰهُ ہے جس کے سوابندگی نہیں کسی کی وہ بادشاہ ہے پاک ذات سب عیوب سے سالم، امان دینے والا، پناہ میں لینے والا زبردست دباؤ والا صاحب عظمت پاک ہے اللہ ان کے شریک بتلانے سے۔ وَهُوَ اللّٰهُ ہے بنانے والا نکال کھڑا کرنے والا، صورت کھینچنے والا، اُسی کے ہیں سب نام خاصے، پاکی بول رہا ہے اُس کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا۔ وَمَا عَلَمَيْنَا إِلَّا أَبْلَاغْ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جی آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو اس کی ایک وضاحت کر دیتی ہوں۔ سب سے پہلے میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار محیریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کیلئے حسب ذیل اراکین اسمبلی کو پہنچ آف چیئرمین کیلئے نامزد کرتی ہوں:

- ۱۔ جناب منظور احمد کا کڑ صاحب۔
- ۲۔ جناب ولیم جان برکت صاحب۔
- ۳۔ محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ۔
- ۴۔ محترم حاجی محمد اسلام صاحب۔

میڈم اسپیکر: سب سے پہلے تو میں معذرت چاہتی ہوں کہ اسمبلی کی آج کی کارروائی تاخیر سے شروع ہوئی۔ جیسے کہ نو شیر و انی صاحب نے بتایا لیکن اس کی دو وجہات تھیں۔ سب سے پہلے تو قائد ایوان کے ساتھ اراکین اسمبلی کی اکثریت ٹوپ گئی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے ہمارا کورم ہی پورا ہی نہیں ہو رہا تھا، ایک وجہ یہ تھی دوسرا ہمارا ایک معزز رکن اسمبلی کی جانب سے عین وقت پر تحریک اتحاق موصول ہوئی ہے جس کی پرتنگ میں کچھ وقت لگا۔ تو اس چیز کیلئے، تاہم معزز رکن اراکین اسمبلی کی اسمبلی کارروائی میں جو دلچسپی ہے، وہ قابل قدر ہے۔

میڈم اسپیکر: وقفہ سوالات۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: میڈم اسپیکر! point of order!

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: آئی جی پولیس اور سی سی پی ادا جلاس میں نہیں آئے ہیں آج تو مسئلہ ان کا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی میں نے انہیں کال کی ہے، اسمبلی سیکرٹریٹ سے کہا ہے۔ سیکرٹری صاحب! پلیز ان کو دوبارہ remind کروائیں۔ وقفہ سوالات۔ محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر 340 دریافت فرمائیں۔ عارفہ صدیق صاحب پر تشریف نہیں لائی ہیں، تینوں سوال محترمہ عارفہ صدیق صاحب کے ہیں، وہ تشریف نہیں لائی ہیں لائی ہیں اسلئے ان کو اگلے سیشن کیلئے defer کیجئے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): میر سرفراز بگٹی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکرڈوئی صاحب نے مطلع کیا ہے کہ موصوف کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک اچھزی صاحب یہود ملک جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر جان محمد خان جمالی صاحب نے بذریعہ فون کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عامر خان رند صاحب نے یہود ملک جانے کی بنا روائی اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب طاہر محمود صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے درخواست کی ہے۔

میڈم اپسکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب نے یہود جانے کی بنا آج تا 25 اگست کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار صالح بھوتانی صاحب نے بذریعہ فون نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ میر ظفر اللہ خان زبری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا روائی اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالمالک کا کڑ صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سید محمد رضا صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ثمینہ خان صاحب بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ فریضہ حج کی ادائیگی کی بنا رواؤں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر امان اللہ خان نو تیزی صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا رواؤں اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مفتی گلاب خان کا کڑ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جا رہے ہیں جس کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میڈم اپسیکر: جناب عبدالجید خان اچکزی صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کریں۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: شکریہ میڈم اپسیکر۔ میں اسمبلی قواعد انضباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 56 کے تحت ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ میں عبدالجید خان اچکزی، رکن صوبائی اسمبلی و چیئرمین پلک اکاؤنٹس کمیٹی مورخہ 21 جون 2017ء کو وقوع پذیر ہونے والے واقعہ، حادثہ کے بعد ہونے والے واقعات و حالات کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دھل اندازی کی متناظری ہے۔ یہ کہ 21 جون 2017ء کو واقعہ کے بعد میں نے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اور واقعہ کی ایف آئی آر تھانہ سول لائن میں نامعلوم کے نام سے درج ہوئی۔

جبکہ رات کو میرے گھر پر ایف سی اور پولیس نے مجرٹریٹ کے بغیر دیوار پھلا مگ کر کے میرے گھر کی چادر و چار دیواری کے تقدس کو پاپال کیا، اندر داخل ہوئے اور پولیس الہکار منہ ڈھانپنے ہوئے تھے اور ایسا تاثر قائم کیا گیا۔ خدا نخواستہ میں کوئی خطرناک ڈاکو یا مشہور کریمنٹل ہوں۔ اس طرح ایک معزز رکن اسمبلی قانون کا پابند شہری کی حیثیت سے میر استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا مجھ تحریک استحقاق ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: تحریک استحقاق نمبر 10 پیش ہوئی۔ کیا معزز رکن اپنی تحریک استحقاق نمبر 10 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: گزارش یہ ہے کہ مجید خان کی privilege آئی ہوئی ہے، اس میں تھوڑی سی ہمیں ambiguity ہے کہ ایک اجلاس اگر جاری ہے، اسمبلی کا اجلاس جاری ہے۔ اس میں چاہے وہ قومی اسمبلی کا ہے صوبائی کا ہے یا سینٹ کا ہے۔ کیا آپ یا آپ کا اٹھاف ہماری راہنمائی فرمائیں گے کہ اسپیکر کی اجازت کے بغیر کوئی گرفتاری ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں تھوڑی سی راہنمائی کریں، further پھر مجید خان بھی بولے گا اور پھر اس پر میں بھی تھوڑا سا بولوں گا۔

میڈم اسپیکر: یہ premises of the Assembly میں اگر ہوں تو وہ نہیں ہو سکتی لیکن out of premises it is and the premises of the Assembly لیکن premises it is.

جو میرے اسٹاف میں ہیں۔ they can not do it.

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: premises میں تو ہو ہی نہیں سکتی۔

میڈم اسپیکر: That is I am saying. اس کے علاوہ اسپیکر کا اسمیں کوئی role نہیں ہے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: میری معلومات کے مطابق اجلاس جب کال کیا جاتا ہے اس میں کوئی بھی گرفتاری even 302 اگر کا بھی ہے تو اسپیکر سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں، اس میں ایسا نہیں ہے۔ rules کے مطابق جو میرے سیکرٹری صاحب نے دوبارہ کیا۔ پھر بھی we will sit in the Assembly detail میں۔ (مدخلت)

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جی تو kindly آپ اپنے اسٹاف سے کہہ دیں کہ یہ وہ نکال لیں۔

میڈم اسپیکر: لیکن اس پر کافی ہماری بات ہو چکی ہے اور اس میں ایسا نہیں ہے۔ پھر بھی میں دوبارہ آپ کی تسلی کیلئے وہ کروں گی۔ جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزئی (وزیر مکملہ منصوبہ بندی و ترقیات): بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اگر۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی rules کے بارے میں جو چیز ہے آپ میرے چیمبر میں آئیں You can come in my Chamber. We can not discuss it here in House.

وزیر مصوبہ بندی و ترقیات: I am just point out.

میڈم اسپیکر: جی۔

وزیر مصوبہ بندی و ترقیات: اگر premises کے باہر ہو جی اسپیکر سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں ایسا rules میں نہیں ہے۔ جو میرے سیکرٹریٹ اور میری اطلاع کے مطابق ہے، ایسا نہیں ہے لیکن پھر جی اپ تشریف لائیے گا ہم اس پر آپ کو detail میں بتادیں گے۔ جی زیارت وال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارت ایڈ ووکیٹ (وزیر مکملہ تعلیم): اس بارے میں تو ہماری اسمبلی کے rules واضح ہیں۔ اسمبلی کی حدود میں گرفتاری رو 69 ہے۔ حدود میں جو گرفتاری ہوتی ہے وہ آپ کی اجازت سے ہوتی ہے۔ اسمبلی سے باہر جب گرفتار کرتے ہیں پھر rules یہ ہیں کہ وہ آپ کو inform کریں گے۔ اس بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ کس طریقے سے کرنا ہے کیا طریقہ کار ہے وہ اس میں وضع ہے۔

میڈم اسپیکر: inform just کریں گے۔ وہ میری permission نہیں لیں گے۔

وزیر مکملہ تعلیم: وہ پھر گوشوارے میں لکھا ہوا ہے کہ کس طریقے سے کرنا ہے کیا طریقہ کار ہے وہ اس میں وضع ہے۔

جناب عبدالجید خان اچخزئی: میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: جی عبدالجید اچخزئی صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچخزئی: ذرا آپ اسکی وضاحت کریں کہ آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ کا ایک نمبر۔ اچھا! آپ کے پولیس والے ابھی تک نہیں آئے ہیں۔ مطلب ہماری بحث اسی پر ہو رہی ہے۔ ٹائم چار بجے تھا اور پولیس والے نہیں آئے ہیں۔ ابھی تک آئی، جی اور سی اسی پی انہیں آئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: عبدالجید اچخزئی صاحب! میں نے آپ کے سامنے دوبارہ انہیں reminder بھجوادیا ہے۔

جناب عبدالجید خان اچخزئی: تو آپ کارروائی کرو ک لیں اُنکی موجودگی میں بات کرنی ہے، تماشا انہوں نے کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ اپنی تحریک پیش کریں کیونکہ اس پر بحث نہیں ہو گی۔ اس پر آپ پیش کریں گے and then it will go to the standing committee.

جناب عبدالجید خان اچخزئی: نہیں نہیں میڈم اسپیکر! جیسے آپ کہہ رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: احترام کے ساتھ۔ آپ کہہ رہی ہیں کہ آپ کے ممبر کو کوئی arrest کرتا ہے اور آپ کو بعد میں اطلاع ملتی ہے۔ مطلب، کیا duty Custodian of the House کی کیا ہوتی ہے کہ اُس کو اپنے ممبر کے بارے میں یہ جان کاری حاصل ہونی چاہیے کہ اُس کو باحق پکڑا گیا ہے، کیسے پکڑا گیا ہے، اُس کورات کو چار بجے پکڑا ہے، تین بجے پکڑا کس کیس میں پکڑا گیا؟ اور آپ کہتے ہیں۔۔۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب! آپ کے سوالات جو ہیں، آپ پلیز میرے چیبر میں تشریف لائیں، ہم آپ کو وہ خط بھی۔۔۔ (مدخلت)

جناب عبدالجید خان اچخزی: نہیں نہیں، چیبر کے ساتھ کوئی کام نہیں ہے۔ چیبر ساڑھے چار سال چلتا رہا چیبر میں تو بہت کچھ ہوا ہے۔

میڈم اسپیکر: اچخزی صاحب! آپ کے جو letters لکھے گئے ہیں وہ بھی ہم۔۔۔ (مدخلت)

جناب عبدالجید خان اچخزی: جو بات ہم کریں گے فلور پر کریں گے۔ چیبر میں کوئی بات نہیں ہوگی۔ آپ بتائیں کہ آپ کو اطلاع اُس دن کتنے بجے می تھی؟

میڈم اسپیکر: You cannot ask like this. آپ پلیز تشریف لائیں۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: نہیں نہیں، I can ask any thing as a Member for the Provincial Assembly.

میڈم اسپیکر: You can not, because....-No, No. آپ تحریک استحقاق۔۔۔ (مدخلت)

جناب عبدالجید خان اچخزی: آپ کو اطلاع کب می تھی کہ مجھے گرفتار کیا گیا ہے؟

میڈم اسپیکر: عبدالجید اچخزی صاحب! پلیز آپ اس طرح سے بات نہ کریں آپ ایک معزز کرن ہیں آپ کو پتہ ہے روز کا آپ تشریف لائیں میں آپ کو وہ خط بھی دکھادوں گی کہ جو آپ کیلئے لکھے گئے ہیں۔ یہاں آپ رولر کے مطابق۔ آپ ہمیشہ کہتے ہیں کہ رولر کے مطابق ہیں تو پلیز آپ رولر کے مطابق چلیں۔ پلیز آپ اپنی admissibility پربات کریں۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: مطلب پولیس اور ایف سی نے جو بدمعاشری کرنی تھی اُسکے بعد آپ کو اطلاع دی گئی ہے all is that is all۔ میڈم اسپیکر! ہمارے اجلاس کے بعد واقعہ ہوا۔ یہ ایک ہمارے فرض شناس سارجنٹ کا واقعہ میری گاڑی کے ساتھ ہوا وہ زخمی ہوئے اُس کو ہم ٹریما سینٹر لے گئے اس کے بعد ڈیڑھ پونے دو گھنٹے تک ٹریما سینٹر میں کوئی ڈاکٹر ہی نہیں تھا۔ پولیس والے وہیں موجود تھے کمشنر، ڈپٹی کمشنر سارے موجود تھے۔ even سی سی پی او بھی وہاں موجود تھا۔ پورے واقعے کا

مئیں نے انہیں بتایا ”کہ ہاں میری گاڑی تھی میں چلا رہا تھا، انہیں چلا رہا تھا، اس کا کوئی مقصد نہیں۔ گاڑی میری تھی میں own کرتا ہوں میں چلا رہا ہوں“۔ بعد میں میں نے چینلز کو بھی یہی اثر ٹرو یوڈا یا ہے۔ اُس کے بعد اُس بندہ کو ڈریٹھ دو گھنٹے کے بعد اُس کی شہادت ہوئی اور اُس کو پولیس لائن لے گئے اُس کی نماز جنازہ ہوئی پھر گاڑیوں کا بندوبست کیا گیا۔ اس دوران ٹریما سینٹر میں اُس کے والد، بھائی اور بیٹا سارے موجود تھے۔ میں نے کہا ”کہ یہ ساری ذمہ واری میری ہے، میری گاڑی سے یہ واقعہ ہوا ہے میں اس کو own کرتا ہوں۔ قبائلی طور پر بھی، دیت کے طور پر بھی، شرعی طور پر بھی، قانونی طور پر بھی، جو بھی نقصان ہے اُس کو ادا کرنے کے لئے میں تیار ہوں یہ میری responsibility ہے۔“ کیونکہ ایک گھر کے کمانے والے شخص میری گاڑی کی زد میں آگیا ہے۔ یہ میری ذمہ داری بنتی ہے میر اتعلق جہاں سے ہے اُس کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جب تک یہ گھر خود کفیل نہیں ہوگا میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ یہ میں نے اُس کے والد صاحب سے کہا۔ پھر میر اس اسٹاف پی اے سی کا وہاں موجود تھا۔ پھر تم نے اُس کے ساتھ کیا امداد کی ہے، اُس کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس کے بعد میڈم اپیکر! ہم بیٹھے ہوئے تھے وہاں ہسپتال میں انہوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ پھر سات، آٹھ گاڑیوں کے ساتھ ان کا جنازہ ہم نے ڈیرہ غازی خان بھجوادیا۔ اور پھر میں مسلسل سی پی او کے ساتھ رابطے میں تھا۔ آئی جی میرے خیال میں اسلام آباد میں تھے۔ تو میں نے کہا ”کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ آپ لوگوں نے ایف آئی آرنا معلوم کے خلاف کائی ہوئی ہے۔ ابھی قانونی طور پر مجھے کیا کرنا چاہیے آپ مجھے اس واقعے کے بارے میں بتائیں؟“۔ پھر دوسرے دن آگئے پھر دوسرے دن غالباً اسمبلی کا جو واقعہ ہوا اُس دن اجلاس، بجٹ تقریر میں کر رہا تھا اور اُس کے بعد پھر ایک دن جچھوڑ کر کے دوسرے دن اسمبلی کا اجلاس تھا پھر میں اسمبلی آیا۔ اسمبلی اجلاس کے ختم ہونے کے بعد سی سی پی او کو میں نے چیمبر سے باہر بلا یا اور اُس سے میں نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ اُس نے کہا ”اس میں آپ کا نام ہی نہیں ہے اور آپ ایسا کریں کہ ان کے لواحقین کے ساتھ اپنی ہمدردی کر لیں“۔ میں نے کہا ”آپ کا نام ہی نہیں ہے اور آپ ایسا کریں کہ ان کے لواحقین کے ساتھ اپنی ہمدردی کر لیں“۔ میں نے کہا ”ام ready for it.“ اور پھر یہ کچھ ہوا اور اسی دوران میرے خیال میں آئی جی پولیس یہاں تھے۔ انہوں نے کہا ”کہ میں تو خود اسلام آباد میں تھا مجھے اسلام آباد میں اس واقعہ کا پتہ چلا“۔ سی سی پی او بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے کہا ”میں نے ان سے بات کی ہے رابطہ بھی کیا ہے، ایک میڈر بھی ہم لے گئے اور ان کا یہاں کوئی حمید وستی ہے یا کیا نام ہے، اے الیس پی ہے، اے ڈی الیس پی ہے، کیا ہے، عہدے بھی مجھے پتہ نہیں ہیں، یہ کہتا ہے“ کہ میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ اُس کے ساتھ میری بات ہوئی ہے۔ پھر سات بجے میراں کے ساتھ ٹیلیفونک رابطہ ہوا۔ پھر میں نے یہی بات اُس سے کہی کہ اس میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اگر ایف آئی آر میں میرا نام تھا یا میرا نام ہوتا تو کسی Court of Law یا کوئی محکمہ یہ وغیرہ سے میں ضمانت کروالیتا، تو ایف آئی آر میں میرا نام ہی نہیں تھا۔ انہوں نے کہا ”بس یہی ٹھیک ہے“۔ سات بجے یہ ٹیلیفونک رابطہ ہوا۔ پھر کوئی بارہ بجے کے قریب پولیس کے کچھ آفیسر ان، جس میں حمید وستی اور باقی لوگ شامل تھے یہ میرے

گھر آئے۔ یہ کوئی تقریباً ساڑھے گیارہ، بارہ بجے کا وقت تھا اور انہوں نے کہا ”کہ ہم نے بس یہ کام کر لیا ہے۔ آپ ایسے کر لیں کہ یہ ہم کچھ پیسے بھینجا چاہتے ہیں۔ آپ اُس کی arrangement کر دیں“۔ میں نے کہا ”وہ تو یہ ہے“۔ اور انہوں نے کہا ”کہ پھر ایسے کر لیتے ہیں“۔ میں نے کہا ”میں نے توفیصلہ یہ کیا ہے اور میں نے وہاں ڈی آئی جی سے بھی بات کی ہے میں ڈیرہ غازی خان جاتا ہوں۔ ہمارے رواج کے مطابق میں نہیں ہونگا البتہ میر ہلچی جائیگی فاتح خوانی کے لئے۔ اُس کے بعد جو رواج ہے وہ ہم آگے چلاتے ہیں۔“ انہوں نے کہا ”ٹھیک ہے“۔ تو ایک بجے تک یہ پولیس آفیسر ان میرے ساتھ میرے گھر میں میرے بیٹھک میں بیٹھے رہے۔ اور حمید وستی جاتے ہوئے اُس نے کیا کیا، کیا بولا، وہ تو اسمبلی کا فلور ہے، اُس کو آپ چھوڑ دیں ”کہ آپ کا بہت شکر یا اور یہ ہے، فلاں، فلاں، فلاں“۔ اب بات یہ ہے کہ میں نے کہا ”پھر؟“ اُس نے کہا کہ گیارہ بجے یہ جیل کے پیچھے جو پولیس اسٹیشن ہے اُس کا نام کیا ہے؟ صدر تھانے میں اسکے پیچھے ہمارے گھر ہیں آپ گیارہ بجے یہاں آجائیں“۔ تو میں نے کہا ٹھیک ہے۔ مطلب میں تو ڈیرہ غازی خان جانا چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا ”کہ نہیں، آپ یہاں آجائیں“۔ تو گیارہ بجے میں نے اپنی پارٹی کے بزرگ ساتھیوں کو اطلاع دی کہ ہم نے گیارہ بجے فاتح خوانی پر جانا ہے۔ ایک بجے کا نائم تھا وہ چلے گئے میں اپنے گھر چلا گیا اور رات کے ساڑھے تین بجے مطلب بالکل جیسے آپ یہ سمجھیں میدم اسپیکر! جیسے وہ کرانے کے قاتل، ایسے میرے گھر میں گھسے، پولیس، ایف سی اور ایکیل جنس ایجنسیاں، منہ چھپائے ہوئے تھے، ساتھ کے قریب گاڑیاں تھیں۔ اور کس طریقے سے میرے گھر اور چار دیواری میں گھسے، آپ ایسے کہیں گے کہ کہیں الزوری کو انہوں ڈھونڈ لیا ہے۔ میں نے کہا مسئلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ”کہ آپ کا وارنٹ ہے“۔ بابا! آپ کے ساتھ کوئی مجرم نہیں کہنا ہے۔ یہ تقریباً ساڑھے تین بجے نائم تھا۔ اور کمال یہ ہے کہ پولیس ویڈیو بھی بnar ہی تھی۔ واقعہ کے دوران پولیس ویڈیو بھی بnar ہی تھی جو پھر بعد میں چینلز پر چلی بھی۔ میں نے کہا کہ یہ کوئی طریقہ ہے آپ مجھے بلا لیتے، کوئی پولیس اسٹیشن تھا میں نہیں آتا۔ آپ کے سی سی پی اوسے میری بات ہوئی ہے میں خود اُس سے اسمبلی میں ملا تھا۔ اُس نے کہا نہیں ایسا ہوا ہے۔ اور بالکل جیسا criminal ہم نے سنائے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ رات کو گھر میں جاتے ہیں اور لوگوں کو اٹھواتے ہیں اور پھر انکے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی واقعہ پانچ چھ گاڑیوں میں منہ چھپائے ہوئے آنکھیں دکھائے ہوئے سادہ وردیوں میں بغیر نمبر پلیٹ کی گاڑیوں میں۔ یہ گاڑیاں ایک طرف اور اُس کے آگے ایف سی کے ہمارے جوان، ایف سی کے جوان جوزبان میرے گھر میں انہوں نے استعمال کی۔ جو الفاظ ادا کر رہے تھے یہ کسی شریف آدمی کے، ایسا نہیں ہے کہ ایک ممبر کی حیثیت سے ایک عام شہری کی حیثیت سے جو وہ کر رہے تھے میرے گھر کے اندر اور میرے گھر کے اندر جو میر آفس تھا اُس میں جو طریقہ اپنارہے تھے جو کپڑوں سے کھینچ رہے تھے۔ اور یہ رابطے میں تھے اپنے پولیس آفیسر ان اور ایجنسی کے اہلکاروں

کے ساتھ۔ بابا! میں نے کہا مسئلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ”آپ کا موبائل بند تھا؟“۔ میں نے کہا یہ کمال ہے۔ آپ مجھے بلا لیتے میں آنے کے لئے تیار تھا۔ اس میں موبائل بند ہونے کی کوئی بات تھی۔ اتنی بڑی بدمعاشی میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے گھر میں یہ واقعہ دیکھا۔ یہ جن کوہم ٹیکس دے کر کے، ہم اپنے بچوں کو بھوک سے سلاتے ہیں ان کو ٹیکس دے کر کے ہم نے فور سز بنائی ہے۔ ان کا روؤیہ ہمارے ساتھ یہ ہے۔ یہ تو میں اسمبلی کا ممبر تھا باقی تو آپ چھوڑیں اگر عام لوگوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے جو ہمیں سننے میں آرہا ہے۔ کہ عام لوگوں کے ساتھ کیا کچھ ہوتا ہے۔ میں بار بار بتا رہا تھا ان میں سے ایک دو شاید بیٹھے ہوئے۔ میں نے کہا کہ بابا! پچھلے آخری اطلاعات تک جب آپ کے پولیس آفیسر ان آئے تھے انہوں نے کہا ایف آئی آر میں آپ کا نام ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا پھر یہ نام کس نے ڈالا ہے؟ اُس نے کہا ”بس ہم نہیں بتاسکتے ہم مجبور ہیں ہمیں بتایا گیا ہے اور یہ فور سز باہر سے آئی ہیں، یہ کینٹ سے آئی ہیں ایف سی والے آئے ہیں۔ میں نے کہا مسئلہ کیا ہے؟ ارادہ یہ نہیں تھا ارادہ ایمانداری سے میں اس فلور پر کہتا ہوں ارادہ گرفتاری کا نہیں تھا ارادہ کچھ اور تھا جو انہوں نے plan کیا ہوا تھا۔ انہوں نے خالی یہ کرنا تھا کہ میرے گارڈ زوالے ڈیفس میں کوئی فائز کر لیتے تو وہ میرے اور میرے بچوں کے ساتھ جو کرنا چاہتے تھے وہ تو، جیسے پنجاب کی ملٹری اور فوجی بیورو کرنسی کا ارادہ ہمارے خلاف ہمیشہ رہتا ہے وہی ارادہ ان کا تھا میں ان کو بار بار سمجھا رہا تھا۔ اس میں لوکل لوگ بھی تھے۔ میں نے کہا ”بابا! کوئی طریقہ ہوتا ہے، مجھ سریٹ، کوئی ایف آئی آر فلاں فلاں بولتا ہے چلیں۔“ ان میں لوکل لوگ بھی تھے ”انہوں نے کہا کہ بات کچھ اور ہے“۔ میں نے کہا بات کیا ہے؟ میرے گھر سے جب ہم گلی سے ایسے موڑ رہے تھے تو راستے میں چھ سات گاڑیاں، بالکل ایجنسیز کی گاڑیاں خاکی ٹکر کی بغیر نمبر پلیٹ کے، منہ پیٹھے ہوئے کلاں کوف نکالے ہوئے، جیسے کوئی واردات کرنے والے ہیں۔ مطلب انہیں کوئی بہانہ چاہیے کوئی طریقہ چاہیے۔ میں نے کہا یہ کو ناطریقہ ہے۔ یہ ایک مجھے کھینچ رہا ہے اس طرف لے جا رہا ہے ایک مجھے کھینچ رہا ہے اس طرف لیجا رہا ہے۔ جیسے ایک عام criminal bond کے کو۔ میں نے کہا for God sake ایک مجید کی حیثیت سے میری کوئی حیثیت تو ہے۔ اسمبلی کا ممبر میں صحیح، میں نے بات کی ہے آپ کے ذمہ دار آدمی سی سی پی آوسے۔ میں نے کہا مسئلہ کیا ہے آپ کے بندے گئے میں نے ساری باتیں ان کے ساتھ طے کی ہیں انہوں نے گیارہ بجے کا نائم دیا۔ انہوں نے کہا ”نہیں“ پھر ہم آئے۔ یہ گاڑیاں قطار میں، کچھ ادھر جا رہی ہیں کچھ ادھر جا رہی ہیں جیسے انہوں نے بہت بڑا ایک الزواری بھی شاید چھوٹا آدمی ہوگا۔ ایسے اُس کو گرفتار کرنے میں اتنی فور سزا شاید ان کو نہیں چاہیئے ہوگی جو کر رہے تھے۔ مگر اس فلور پر میں یہ کہتا ہوں۔ جو ارادہ ہماری پولیس، ہماری ایف سی اور ہماری ایجنسیوں کی، ہمارے خاندان اور ہمارے بارے میں تھا، بالکل یہ واضح ہے۔ اگر آج کے بعد یہ ہوگا یہ ذمہ وار ہیں اور پرسوں ہو گئے یہ ذمہ وار ہیں۔ اگر اس سے پہلے بھی ہمارا قتل عام ہوا ہے یہ اُس کے ذمہ وار ہیں۔ جو 1990ء سے ہمارے خاندان، ہمارے قبیلہ کا قتل عام ہوا ہے۔ جس میں دو سو سے زیادہ لوگ شہید ہوئے ہیں۔ یہ اُس

کے ذمہ دار ہیں۔ اس ملک میں ہمیں ایک بات کی سزا دی جا رہی ہے۔ کمال یہ ہے ہمارا ایک ایسے خاندان کے ساتھ تعلق ہے جو پاکستان بننے سے پہلے بھی یہ انگریز کے جیل میں تھا اور ہم بھگت رہے تھے۔ جب ہم انگریز کے خلاف تحریک چلا رہے تھے ہم جیل میں تھے اور پاکستان کے بننے کے بعد بھی ہم جیل میں رہے ہیں۔ مطلب ایوب خان کے مارشل لاء کا پہلا قیدی بھی ہماری پارٹی کے بانی خان عبدالصمد خان شہید اور آخري قیدی بھی خان عبدالصمد خان شہید۔ یہ کیسا جرم ہے جو ہم نے کیا ہے؟ ہم کیسے لوگ ہیں اس ملک میں جو ہم رہے ہیں آخر ہمارا جرم کیا ہے؟ اتنا قتل عام ہمارے گلستان میں۔ گلستان میں ہمارا قتل عام، ہر جگہ قتل عام، کوئی میں قتل عام۔ پھر آپ اندازہ لگائیں میں میں اس بات پر بعد میں آتا ہوں۔ میڈم اسپیکر! آپ نے مجھے تھوڑا سا وقت دینا ہے زیادہ نہیں۔ اچھا! جب تھانے آئے میں نے کہا بابا! یہ ایف آئی آر تو نامعلوم تھی۔ انہوں نے کہا ”نہیں، یہ پھر ہم لوگ میٹھے ہوئے تھے، ہم لوگوں نے فیصلہ کیا ہے اس میں اے ٹی سی لگائی ہم نے قتل، انہوں نے تاداں اور بھتہ خوری، پتھر نہیں کیا کیا“۔ ایف آئی آر بلیوپین میں اور ٹپر گریڈ پین میں ہوئی ہے۔ یہ ایک بجے کے بعد یہ سب کچھ ہوا ہے۔ کس کے کہنے پر ہوا ہے یہ تو یہ خود بتاسکتے ہیں۔ ابھی ان سب کو پتہ ہے کہ سپریم کورٹ کے آڑو کے مطابق پانچ جوں کو جو آڑو ہوا ہے اُس میں کہا گیا ہے سپریم کورٹ نے واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اے ٹی سی لگانے والا سوچ گا کہ یہاے ٹی سی کا کیس بنتا ہے یا نہیں بنتا ہے؟۔ یہ سپریم کورٹ کے verdict آیا ہوا ہے۔ یہ فیصلہ بھی سپریم کورٹ کا آیا ہوا ہے جو ہم نے کل کورٹ میں پیش کیا، ہائی کورٹ میں۔ اُس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ایک بندے کو یہ اختیار نہیں ہے۔ اگر وہ کوئی ایک پولیس کا ایس ایچ او ہے حوالدار ہے، ڈی ایس پی ہے، سی سی پی او ہے، آئی جی ہے، اُس کو یہ اختیار نہیں ہے۔ اُس میں یہ بھی کہا گیا ہے کوئی جج اگر کوئی اے ٹی سی کا کیس چلاتا ہے تو سپریم کورٹ کے پاس اگر یہ کیس آیا تو اسی جج کے خلاف بھی کیس چلایا جائیگا۔ اور یہ کمال ہے یہاں ہرا یکسینٹ پر اے ٹی سی کا دفعہ گلتا ہے۔ اور ہمارے صوبے کی تاریخ میں دیکھیں کہ میرے ساتھ کیا، صوبے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یکسینٹ کے کیس میں اے ٹی سی کا دفعہ لگایا گیا ہے۔ اور صوبے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہائی کورٹ میں فیصلہ ٹائپ ہو گیا ہے۔ یہ دو فصلے جو میرے ساتھ ہوئے ہیں یہ جو ہمارے صوبے کی تاریخ میں ہوا ہے۔ پھر لوگوں کا اٹھانا۔ 92ء میں، میں نے قتل کیا ہے۔ 92ء کے بعد میں اسمبلی کا دو دفعہ ممبر نہیں رہا ہوں؟ 92ء میں میں نے قتل کیا ہے۔ اور 2004ء میں، میں نے انہوں کیا ہے۔ پتھر نہیں میں نے پھر کیا کیا ہے؟ ڈھاڑر سے لے کر کے مستونگ تک نامعلوم افراد کے لیے میرے اوپر۔ بابا! میں نے کیا کیا ہے؟ ہمارے ڈسٹرکٹ میں جیسے لوگ گئے ہیں اور انہوں وہاں ایس ایچ او زو غیرہ کو جس رویے سے کہا ہے کہ جو بھی نامعلوم ہے اس کا نام ڈالوں۔ اُس نے کہا ”میں تو ڈال لیتا ہوں مگر signature میرے نہیں ہیں“۔ تو اس سال ہمارے بجٹ میں 64 ارب روپے پولیس اور سیکورٹی کے لئے ہم نے دیئے ہیں۔ یہ 64 ارب روپے اپنے آپ کو بے عزت اور قتل کرنے کے لئے ہم نے ان کو دیئے ہیں۔ ان کی حالت تو ہم نے دیکھی

ہے، تھانوں کی حالت کیا ہے۔ پولیس کتنی resourceful ہے۔ پھر اس کے بعد یہ کچھ ہوا۔ پھر ہم یہاں سے سول لائن تھانے میں تھے۔ سول لائن تھانے میں پھر وہاں کیا تماشہ کیا جا رہا تھا وہ تو بھی میں دیکھ رہا تھا۔ پھر انہوں نے کہا ”کہ نہیں آپ کو کینٹ تھانے لے چلتے ہیں۔“ میں نے کہا چلیں، کینٹ تھانے لے گئے۔ ایس اتھا کے کمرہ میں ایک پنکھا تھا ایک کرسی تھی۔ ہم بیٹھے ہوئے۔ خود پولیس کا اے ایس پی مسعود نام تھا یا محمود، آیا اور اپنے سپاہی سے کہا ”کہ تصویر کیچھو“ اُس نے تصویر کیچھی۔ وہی تصویر 10 منٹ بعد میڈیا پر آئی۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا، بار بار کہا ”کہ سی سی پی او کہہ رہا ہے کہ اسکولاک آپ میں ڈال دو۔“ ایک imported سی سی پی او کی یہ حیثیت۔ ہمارے صوبے میں صوبائی اسمبلی کے منتخب نمائندے کو دھکا دے کر کے لاک آپ میں ڈالتا ہے۔ یہ تمکیں اس لیے دے رہے ہیں۔ یہ مملکت خداداد پاکستان ہے۔ نہ ہمارے گھر محفوظ ہے نہ ہماری چار دیواری محفوظ ہے۔ اپنے پیٹ کو کاٹ دو اور ان کو کھلاو۔ اور ان کی یہ duty ہے۔ آتے ہیں پنجاب سے کینٹ سے باہر نہیں جاتے ہیں۔ نہ یہ قلات جاتے ہیں نہ دوسرے ڈسٹرکٹس میں۔ تنخواہ دو دو لیتے ہیں مگر یہ وہاں نہیں جاتے ہیں۔ یہ کارنامہ ہے جو پولیس اسٹیشنز میں ہو رہا ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ کیا نہیں ہو رہا ہے۔ جو میں نے اپنی آنکھوں سے جیل میں دیکھا، وہ تو کچھ اور ہی تھا۔ دنیا کے کس قانون میں آپ اندازہ لگائیں سینٹرل جیل کوئئی میں سات سال کا لڑکا قتل کے کیس میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہاں for God sake ہے۔ اگر آپ دنیا کے میڈیا کو بتا دیں تو شرم کے مارے اُن کی آنکھیں نیچی ہو جائیں گی۔ سات سال کا بچہ قتل کے کیس میں بند ہے۔ اور ہمارے صوبے کے لڑکوں کو پولیس والے اٹھاتے ہیں، رات کو پھر پولیس اسٹیشنوں میں کیا ہوتا ہے وہ تو اس اسمبلی میں بیان کرنے کے قابل ہی نہیں ہے۔ کیا قانون میں 15 سال سے کم عمر لڑکے کو آپ گرفتار کر سکتے ہیں؟ کیا قانون میں اس کی اجازت ہے؟ آپ کہتے ہیں ”کہ آپ کے پاس شاختی کا روئینیں ہے۔“ شاختی کا روئی تو 18 سال عمر کے بعد allowed ہے۔ اچھا میڈم اپیکر! انہوں نے جب لاک آپ میں ڈال رہے تھے تو مجھ سے کہا ”کہ آپ ٹیلیفون کر لینا کام آسان ہو جائیگا۔“ میں نے کہا اگر ٹیلیفون کرنا ہوتا تو 80 سال پہلے کر لیتے اتنی مشکلات کیوں ہم نے جھیلی تھیں؟ تو یہ تو ہم نہیں کر سکتے ہیں۔ تو یہ مراعات مطلب یعنی کی مراعات ٹیلیفون کے ذریعے۔ پھر کیا تھانے میں وہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے ہمارے لیے۔ ہماری زندگی کی routine ہے اس میں یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر ایمانداری سے جس تھانے سے میں رہا اور اس تھانے میں مزہ کی بات یقینی کہ وہاں 120 سپاہی تھے اور باتھڑوم ایک تھا۔ پھر میں لگا رہا اُنکے یہ سپاہیوں کے لیے پنکھے وغیرہ لگائے، اُن کے لگائے، افسران بیچارے تو upper class کے لوگ ہیں وہ تو آتے نہیں ہیں۔ میڈم اپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہم سن رہے ہیں اپنے صوبے میں اپنی فورسز کے خلاف۔ تو کیا یہ صحیح نہیں ہے جو میرے ساتھ ہوا ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے اگر آپ کسی کو اٹھالیں۔ پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ جب مجھے بغیر وارنٹ کے اور بغیر محشریٹ کے بغیر لیدی کاشٹیبل کے میرے گھر کی تلاشی لی جا سکتی ہے تو ایک غریب سریاب والا ایک پشوں آباد والا ایک عالموجوک والے

کی کیا حیثیت ہوگی؟ تو اس کی تو کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ یہاں لوگ اس لیے وہ کرتے ہیں کہ جب آپ حقوق کی بات کریں گے جب آپ جمہوریت کی بات کریں گے تو آپ کو سزا ملتی ہے۔ ہمیں تو سزا اسی بات کی مل رہی ہے۔ accident تو میں جس تھانے میں تھا اُسی تھانے کے ڈی ایس پی کے بیٹھے نے تیرے دن ایک موڑ سائیکل کو ٹکر لگائی۔ اُس میں ایک خاتون لانگوچی اُس کا بیٹھا تھا، بیٹھا گیا خاتون فوت ہو گئی اُسی تھانے کے ڈی ایس پی نے۔ اُس سے پہلے ایک کریل کی گاڑی نے دو پچھے عالموچوک کے آئے تھے۔ کوئی ایف آئی آر نہیں ہے۔ ان کی لاشوں اور ان کے ٹکڑوں کی فوٹو اخباروں میں اور نیٹ پر موجود ہے۔ اور اس کے علاوہ مطلب اپسیکر سندھ اسمبلی، اُسکے بیٹھے نے شکار پور میں جو ڈرامہ کیا۔ اسکے بعد کتنے accidents ہوئے۔ جب میں تھانے میں تھا کتنے accidents ہوئے ہیں۔ فورسز کے کتنے accidents ہوئے ہیں۔ بغیر فورسز کے کتنے accidents ہوئے ہیں۔ مطلب یہ نہیں تھا کہ accident والا معاملہ تھا۔ معاملہ کچھ یہ لوگ اور طرف لے جا رہے تھے۔ میڈم اپسیکر! ہم ایک بات کی سزا کاٹ رہے ہیں جو ہمیں پتہ ہے کہ ہم کس بات کی سزا کاٹ رہے ہیں جس کے لیے ہم تیار ہیں۔ ہم اس بات کی سزا کاٹ رہے ہیں کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ملک جمہوری ہونا چاہیئے اور پارلیمنٹ کی بالادستی ہونی چاہیئے۔ جو ہمارے بڑے بھائیوں کو پسند نہیں ہے۔ ہم یہی بات کرتے ہیں کہ جمہور کی حکمرانی ہونی چاہیئے جمہوریت ہونی چاہیئے۔ جمہوریت میں آپ کے پاس راستہ ہے۔ آپ کسی کے پاس جاسکتے ہیں۔ ابھی میں کس کے پاس جاؤں؟ اگر کل میں زندہ بھی نہیں ہوتا، کون claim کرتا کہ کون مجھے لے گیا ہے کون مجھے اٹھا کر کے لے گیا ہے۔ تو میڈم اپسیکر! اس میں ایک بات کہنا چاہوں گا۔ آپ کے اوپر محمد علی جناح صاحب کی تصویر لگی ہوئی ہے جو founder of the nation ہیں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو دو منٹ اور بات کرلوں؟

میڈم اپسیکر: جی آپ پھر اس کو conclude کر لیں۔

جناب عبدالجید خان اچجزی: میں conclude کروں گا انشاء اللہ۔

میڈم اپسیکر: جی please۔

جناب عبدالجید خان اچجزی: جناح صاحب کی تقریر 11 اگست 1947ء

Declaration of Pakistan: The State would nothing to do with the matter of faith and Pakistan was supposed to become a democratic Muslim majority country یہ جناح صاحب کے الفاظ تھے۔ اور جس کی بنیاد پر ہم نے یہ ملک حاصل کیا۔ اور اس میں جناح صاحب اگر شاید دو، تین سال اور زندہ ہوتے تو کچھ اور ہوتا۔ مگر کیا ہوا اچھا اس میں جناح صاحب نے کوئی بات کی ہے، اس تقریر کے دوران۔ We have to do the best, we can do to adopting the

یعنی صوبائی آئین کی بات انہوں نے کی ہے۔ provincial constitution.

For the federal legislature of the Pakistan: You will no-doubt agree with me that the first duty of the government is to maintain law and order, so that the life and property of the religious beliefs in its subject are fully protected by the State. I do not say - کی بات ہے - founder of the Pakistan یہ other countries are free but it is I think our tradition is worse in bribery in nepotism - corruption, that is really, is a poison, black marketing and ابھی جناح صاحب کہتے ہیں اپنی speech میں۔ جو ہمارے ملک کی بنیاد ہے اُس میں یہ کہتے ہیں کہ:

No matter to what community he belongs, no matter what relation he had with you in the past, no matter what is the colour, caste or creed is the first second and last citizen of this State with equal rights, privileges and obligations, there will be no end to progress you will make.

'You are free; you are free to go to your temples, you are free to go to your mosques, or to any other place of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed. That has nothing to do with the business of the State.

Thanks God there are certain those days, we are starting in these days of circumstances between the community and the citizen of the State.

یہ جناح صاحب کے principles ہیں جس کی بنیاد پر ہم تو جناح صاحب کو کسی اور صورت میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ جو ہماری عجیبوں میں ہوتا ہے۔ جناح صاحب کی اصل تصور یہ ہے جس کو ہم بیان کرتے ہیں۔ جناح صاحب نے کیا کہا ہے جو جناح صاحب نے کہا ہے پاکستان کے بارے میں جو انہوں نے کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ:

Pakistan should be a democratic Muslim majority State, faith as individual: عقیدہ اپنے اپنے، ہر بندے کا اپنا ہے۔ اور دوسری بات اُس نے یہ کہی ہے کہ:

State and religion are two separate things. اور religion کو انہوں نے نہ ہب

علیحدہ کیا ہے۔ پھر ہمارے ساتھ یہ ہوا ہے کہ یہاں 40 سال کے قریب حکمرانی اُن لوگوں نے کی ہے جنہوں نے مذہب کو State کے لیے استعمال کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: اچکزئی صاحب! استحقاق سے آپ ہٹ رہے ہیں آپ استحقاق پر بات کریں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: میں feasibility پر یہی جو میں کہنا چاہتا ہوں میڈم۔

میڈم اسپیکر: آپ استحقاق پر بات کریں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: استحقاق پر بات کر رہا ہوں، یہی استحقاق ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ please استحقاق پر بات کریں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: یہی استحقاق ہے Founder of Pakistan کی میں بات کر رہا ہوں آپ نہیں چھوڑ رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں، آپ روں کے مطابق جو ہے۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: میں روز کے مطابق چل رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: استحقاق کے مطابق آپ چلیں کیونکہ آپ ایک تو اپنی admissibility پر بات کر چکے ہیں تقریباً۔ آپ کا point آچکا ہے۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: ایک منٹ میڈم اسپیکر! اگر آپ مجھے خالی دو منٹ دے دیں۔

میڈم اسپیکر: This is the last few minutes please.

جناب عبدالجید خان اچکزئی: ٹھیک ہے۔ مطلب باقی ساتھی بھی مجھے ٹائم دے رہے ہیں اگر آپ اجازت دے دیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں باقی بعد میں کریں گے نا۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: ٹھیک ہے بعد میں کر لیں گے۔ پھر میں بھی بعد میں کرلوں گا۔

میڈم اسپیکر: نہیں، اچکزئی صاحب! میں آپ کو صرف ایک point سمجھانا چاہ رہی ہوں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: ok, ok, I will conclude it.

میڈم اسپیکر: نہیں آپ continue کریں میں صرف آپ کو ایک point سمجھانا چاہ رہی ہوں کہ تحریک استحقاق پر بحث نہیں ہوتی ہے۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! میڈم! جو میں کہتا ہوں، جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو میرے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے وہ اس کے پس پر دہ ہوا ہے۔ ہمیں اس بات کی سزا دی جا رہی ہے۔ accident کی سزا نہیں دی جا رہی ہے۔ ہمارا قتل

عام اس لیے نہیں ہو رہا ہے۔ ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کرتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو ادارے جو کام اس ملک میں کر رہے ہیں وہ اپنے ادارہ اپنے اختیار میں رہ کر کے کریں۔ ہم نہیں کہہ رہے ہیں کہ ہم کسی کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ یہی بات جناح صاحب کی بات ہے۔ پھر ہمارے ہاں 1957ء میں، پھر ایوبی مارشل لاء۔ 1958ء میں ایوبی مارشل لاء اور اس سے پہلے ہماری تحریکیں۔ اُس سے 1940-1948ء میں انجمن وطن، قلات نیشنل پارٹی، قلات اسٹیٹ نیشنل پارٹی اور آری سندھ تحریک، فلاں تحریک، فلاں تحریک۔ جو سندھی، بنگالی، پشتون اور بلوچ کی تحریکیں تھیں ان سے بن کر کے ایک نیشنل عوامی پارٹی کی بنیاد بن گئی تھی۔ ہمارے اس ملک میں بنیاد بن گئی تھی نیشنل عوامی پارٹی 1958ء میں ایکشن کے لیے جا رہی تھی۔ 57ء میں سکندر مرزا نے ایوب خان کو دعوت دی اور ملک میں مارشل لاء لگایا۔ اور دسوال دن سکندر مرزا کو ملک سے باہر بھیج دیا۔ پھر دس سال کے مارشل لاء کا تسلسل رہا ہے۔ دس سال مارشل لاء میں ہم جیل میں رہے ہیں۔ اور جزل ایوب خان کے مارشل لاء کی پہلی تقریر آپ دیکھ لیں۔ آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ خبردار میری قوم کے لوگو! سن لو۔ جمہوریت خطرناک ہے قوم کے لیے۔ آپ کو پتہ ہے کہ جناح صاحب نے کہا ہے کہ اس ملک کو آئینی ہاتھ کے ساتھ چلانا ہے۔ اندازہ لگائیں یہ ان کی وہ تھی۔ میڈم اسپیکر! ایوب خان کے بعد، پھر یجی خان، یجی خان کے بعد پھر جزل ضیاء الحق آیا۔ ابھی آپ دیکھ لیں 10 سے 12 سال ضیاء الحق کی مارشل لاء حکومت ہم پر تھی۔ ابھی ہمارے ملک میں آرٹیکل 62-63 پر بحث ہو رہی ہے یہ زیر بحث موضوع ہے۔ اب جس نے آرٹیکل 62-63 کو آئین کا حصہ بنایا ہے اُس کے بارے میں آپ سن لیں۔

میڈم اسپیکر: آپ یہ کہاں سے پڑھ رہے ہیں یہ کیا پڑھ رہے ہیں مطلب quote کس سے نکالا ہے؟

جناب عبدالجید خان اچکزی: آپ کی biography book نہیں ہے۔ book سے ہے۔

میڈم اسپیکر: کون سی book ہے؟ آپ quote بھی کریں ناں کس books سے پڑھ رہے ہیں؟

جناب عبدالجید خان اچکزی: نہیں نہیں چیز برداںی بات نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: مطلب ہمیں سمجھنیں آ رہی ہے کہ۔۔۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: books سے ہے، books سے اُس کی وہ دے رہا ہوں۔ ایک منٹ of

End of the Past, Eye witness. reference یہ نہیں پراچہ صاحب کی book ہے اُس کی یہ reference میں دے رہا ہوں۔

اور books بھی ہیں اس میں۔ میڈم! جس بندے نے آرٹیکل 62-63 کو آئین کا حصہ بنایا۔ یہ بندہ 60 دن کے لیے اس ملک میں آیا حکمرانی کے لیے اور 12 سال اُس نے ہمارے ملک کا کیا انجام بنایا۔ اس بندے نے کیا کیا 1983ء میں:

But the biggest unintentional gap in this context emerge when, after still

failing to get a worthwhile endorsement for his 'Islamic' narrative of Pakistan. Zia (in 1983) enthusiastically announced the discovery of Jinnah's personal diary. While talking to his ministers, Zia claimed that in the newly discovered 'personal diary of the founder', of the Pakistan, Jinnah had spoken about having a 'powerful Head of State (read dictator)', and 'the dangers of the parliamentary democracy,'

ابھی اس بندے نے آرٹیکل 62-63 کو آئین کا حصہ بنایا ہے۔ اور پھر اس کو جناح کے دو قریبی ساتھی diary کے خورشید نے “rubbish کہا تھا” کہ یہ جھوٹ ہے۔ جناح صاحب کی personal کوئی نہیں تھی، یہ ہمارے اوپر حکمرانی ہوئی ہے۔

میڈم اپسٹرکر:

جناب عبدالجید خان اچزئی: جس کا ہم بھگت رہے ہیں۔ اور یہ آپ کے خیال میں یہ accident کا واقعہ ہے۔ پھر مشرف کا زمانہ۔ ایسا کوئی مارشل لاءِ یہاں نہیں گزر رہے جس میں ہم نے شہداء نہیں دیتے ہیں۔ جہاں ہمارا خون ہی بہہ گیا ہے جمہوریت کے لیے وہی ہم آج تک ہم اس کو suffer کر رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! بہت زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا حالی یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ واقعہ ہوا ہے واقع افسونا ک واقعہ ہوا ہے اس کو دیکھنا چاہیے مگر میرے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اُس کا اس ہاؤس نے As a Custodian of the House. ہماری پارلیمنٹی لیڈر شپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ایسے واقعات ایک پارلیمنٹی ممبر کے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں؟ ایک عام شخص اس صوبے میں زندگی کیسے گزارے گا؟ مطلب جو جمہوریت اور اُس کی بات کر رہے ہیں جو فلاں کی بات کر رہے ہیں اُسکی میں حل کر کے بات کر رہے ہیں۔ اور جو میرے گھر میں وہ مجھے بول رہے تھے وہ اور کچھ بھی انہوں نے نہیں بولا۔ ”اور بولو! بہت بولتے ہو۔“ بابا! بولوں گا۔ یہ تو میرے خمیر میں ہے۔ جو مجھے سمجھایا گیا ہے میں وہی بولوں گا۔ ہم نہ کسی کے آگے سر جھکائیں گے نہ ہم کسی کے آگے ایک قدم پیچھے ہٹیں گے اور نہ ہم کسی کی ذاتی insult کریں گے۔ ہم سب کا احترام کرتے ہیں ہم فورسز کا بھی احترام کرتے ہیں اُن کی قربانیوں کا بھی احترام کرتے ہیں مگر فورسز کو بھی اپنی حد میں رہنا چاہیے۔ یہ اُن کی مرضی نہیں ہے۔۔۔۔۔ They had made a choice by choice ایک بندہ پولیس آفیسر by choice بنتا ہے۔ ایک بندہ آرمی میں by choice بنتا ہے۔ ہم نے اس ملک کو، اپنے صوبہ کو ایک سمت میں لے جانا ہے اس میں جتنی بھی قربانیاں ہوں گی جتنی

بھی وہ ہوں گی اسکے لیے ہم تیار ہیں۔

میڈم اسپیکر: Ok.

جناب عبدالجید خان اچھی: یہ ہوتا رہے گا۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ذمہ دار آدمی میں تو بس یہی کہہ سکتا ہوں۔
سی سی پی او کے بارے میں کہ XXXXX

میڈم اسپیکر: please آپ اس طرح نہیں کہیں۔ روز کے مطابق آپ gallery میں بیٹھے کسی شخص کو address نہیں کر سکتے ہیں۔ جی ان الفاظ کو حذف کر دیئے جائیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: میڈم اسپیکر! اسی پر اگر مجھے بولنے دیں؟

میڈم اسپیکر: نہیں۔ سردار صاحب! روز کے مطابق تحریک استحقاق پر بحث نہیں ہوتی نہ کوئی بات ہو سکتی ہے۔
سردار عبدالرحمٰن کھیتران: نہیں نہیں، میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔

میڈم اسپیکر: نہیں۔ مطلب یہ بحث میں آتا ہے نا۔ سوائے محرک کے کوئی اور بات نہیں کر سکتا ہے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: نہیں نہیں، میری گزارش چھوٹی سی سن لیں اگر، باقی آپ Custodian ہیں اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔

میڈم اسپیکر: اچھا جی آپ اس میں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: اگر آپ مجھے اجازت دیں گی تو میں بولوں گا۔

میڈم اسپیکر: نہیں، اس میں، میں ویسے آپ کو کہہ رہی ہوں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: اور گزارش یہ ہے۔

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: کہ یہی جو عبدالجید خان نے ابھی واقعہ بیان کیا ہے میڈم اسپیکر! same چار سال پہلے میرے ساتھ ہوا ہے۔ جب کوئی فلم کامیاب ہوتی ہے تو دوبارہ چلا دی جاتی ہے۔ تو یہ جو بول رہا تھا یہ وہی فلم چل رہی تھی جو میرے ساتھ ہوا ہے۔ ٹریلر نہیں ہے مکمل فلم چل ہے۔ ٹریلر تو وہ میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: اسی فلور پر میں نے پہلے گزارش کی تھی۔ میں صرف دو منٹ میں مختصر یہ کہوں گا۔ کہ آج 11 جنوری 2018ء کو میرے چار سال ہو جائیں گے۔ اور یہی چیز جو آج مجید خان کہہ رہا ہے۔ سابق G امتحان سکھیرا۔

بحکم میڈم اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ **xxxxxxxxxx** کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

فضل بٹ۔ غفور مری۔ same، کوئی ایڈی اُنکے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ یہ تو چلو اسکو جا کر گھر میں گرفتار کیا ہے۔ ”انہوں نے کہا گرفتاری دے دو“۔ میں نے جا کر گرفتاری دے دی۔ اُسکے بعد میرے گھر میں گھسے چادر چارڈیواری کا جوانہوں نے حشر کیا۔ میڈم اسپیکر! وہ میں پہلے بھی بول چکا ہوں آج پھر کہتا ہوں۔ اگر اُس دن same اسمبلی کا اجلاس call تھا۔ 11 کو یہ ہوا۔ 16 کو مجھے لایا گیا اسی اسمبلی میں۔ میڈم اسپیکر! یہ کیوں ہوتا ہے؟ ہمیں کس چیز کی سزا دی جا رہی ہے؟ جو مجید خان نے کہا کہ جی کیا ہم Pro-Pakistani ہیں اس چیز کی سزا ہے۔ ہم سبز ہلالی پر چم کو چونے والے۔ اُس کیلئے اپنے خون بہانے والے ہیں کیا یہ اسکی سزا ہے؟ جن لوگوں نے پاؤں میں اس پر چم کی بے حرمتی کی، روندا۔ سرعام قتل کیتے۔ وہ بڑے اُنکے بیز لگ کر surrender کرایا جا رہا ہے انکو۔ اور وہ قومی دھارے میں شامل ہو رہے ہیں اُنکے سارے گناہ بخش۔ چار سال ہو گئے مجھے آج تک، یہی جو ATA-7 کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے میڈم اسپیکر! آج تک اُسی ATA-7 میں مجھے bail نہیں دی جا رہی۔ میری FIR ادھر سے کوئی سے فیکس ہوئے۔ اُس وقت کی حکومت نے فیکس کیتے۔ پھر میں نے کوئی 50 دفعہ اس floor of the house میں اُس آفیسر کا نام لیا۔ میڈم اسپیکر! مزے کی بات یہ ہے کہ آج بھی وہ آفیسر لاکھوں روپے مہینے کا کمار رہا ہے۔ آئی جی آفس میں بیٹھا ہوا ہے جس کا نام ہے فضل بٹ MT کا انچارج ہے۔ ATF کا انچارج ہے۔ میں چلنچ پر کہتا ہوں کہ آج بھی وہ لاکھوں روپے گاڑیوں کی مدد میں نکال رہا ہے، کما رہا ہے۔ revert ہو چکا ہے۔ ایوب قریشی ایڈیشن آئی جی نے میڈم اسپیکر! ایک رپورٹ بنائی جسمیں شوڈر پر موشن تھی۔ سپریم کورٹ کی decision آئی۔ لیکن وہ شخص آج تک وہاں بر احتجان ہے۔ میں نے یہاں چینا، چلایا۔ آج ٹریپری بخیر کے ساتھ یہ ہوا۔ کل میں اپوزیشن میں تھا میرے ساتھ ہوا۔ میری تو اشک شوئی بھی کسی نے نہیں کی اُنٹا مجھ پر مزید الزام لگایا۔ اور آج اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جو کیسرا انہوں نے بنائے تھے وہ باعزت بری ہوا ہوں ان میں۔ ابھی آخری انہوں نے نجی جیل کا ایک کیس میں مجھے رکڑ رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! جیسے کہ مجید خان نے کہا کہ ایک عام civilian کے ساتھ کیا ہوگا جب ہم پارلیمنٹ کے یا منتخب نمائندے ہمارے ساتھ یہ حشر ہوتا ہے۔ میڈم اسپیکر! آج دن تک میری ماں روتو ہے۔ اُنکے ساتھ تو 7 گاڑیاں تھیں میرے پاس 70 گاڑیاں آئیں۔ اور وہ جو مجید خان کہہ رہا ہے وہی فلم چل رہی ہے کہ وہ چاہ رہے تھے کہ اسکے باڑی گارڈ۔ میری دشمنیاں تھیں ایک فائز ہوگا۔ ہم اسکو اور اسکے بچوں کو eliminate کریں گے۔ میڈم اسپیکر! آپ custodian ہیں۔ یہ ٹریپری بخیر ہے۔ آج انکو چوتھی لگی ہے۔ فضل بٹ کے خلاف کیا ہوا؟ کوئی تحریک، کوئی انکو اڑی کچھ ہوا؟ کیا غفور مری جن کے ساتھ مریوں کے ساتھ ہماری ذاتی ہمارا بارڈر ہے۔ ہمارے ایک ہزار دشمنیاں ہیں اُنکے ساتھ۔ قتل ہیں ہمارے اُس نے زیادتی کی بھیت ایک مری کھپیتران کے ساتھ زیادتی کی۔ اُسکے خلاف کیا ہوا؟ اور وہ، پنجاب تو پھر پنجاب ہے اگر ہم بولیں گے تو غدار ہیں۔ کہ مشتاق سکپری اریٹائز ہوا ہے۔ پھر بھی بولیں کے پنجاب کا باب

بن کر بیٹھا ہوا ہے۔ اسی کوئی پولیس کی، اسی بلوچستان پولیس کی گاڑیاں، آج تک میں تو مر گیا۔ میں تو شہادت نہیں کہون گا۔ مر گیا وہ جو مر گئے، وہ گاڑیاں، وہ آج تک بلوچستان کی مراعات کو enjoy کر رہے ہیں۔ میں چار سال سے میڈم اسپیکر! آپ سے میری گزارش ہے کہ کم از کم جیسے مجید خان نے کہا اور سپریم کورٹ کا حوالہ دیا کہ ہشتنگر کسی کو کہنا ہے۔ اچھا! خبی جیل میں کس کو پیش کر رہے ہیں جن قتل کے کیس ہیں ڈاکے کے کیس ہیں قیدی ہیں اُنکے لئے criminals ہیں۔ وہ جی اسکے خبی جیل سے برآمد ہوئے۔ اور اُس نے کہا کہ فلاں کو جا کر قتل کرو۔ انہوں نے قتل نہیں کیا اس نے جیل میں رکھا ہوا تھا۔ گوکہ اگر اُس کو بھی مان لیں۔ پھر بھی میں ATA-7 اور A-365 میں نہیں آتا ہوں۔ میں نے کس سے ransom یا میں تو ان چیزوں کے خلاف ہوں۔ تو میڈم اسپیکر! آج شکر ہے وہ اُنکے ساتھ۔ ٹریوری پنzer کے ساتھ ہوا۔ شکر ہے ہوا۔ کہ آج وہ چیخ رہے ہیں۔ کل میرے ساتھ ہوا انہوں نے کیا کیا؟ انکا فرض بتا تھا میں انکا colleague تھا کہ یہ میرے لیے آواز اٹھاتے، یہ تو کنوئیں کے لوٹے ہیں۔ میڈم اسپیکر! گھوم رہے ہیں۔ آج کون کل کون۔ یہ ہم دونوں کے ساتھ ہوا ہے۔ کل تیسرے کے ساتھ ہو گا۔ رحیم زیارت وال کے ساتھ ہو گا، نواب شاہوانی کے ساتھ ہو گا۔ سردار رضا کے ساتھ ہو گا۔ میڈم اسپیکر! اس کیلئے ہماری گزارش ہے کہ یہ چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔ مجید کو یہاں لیتے مجید کو ایک فون چلا جاتا ”کہ جی! فلاں تھانے میں آؤ“۔ جیسے میں گیا میں نے جا کر گرفتاری دے دی۔ میں جن گاڑیوں میں گیا وہ گاڑیاں آج تک چار سال ہو گئے کھڑی ہیں، ڈاکو منش والی گاڑیاں ہیں وہ مجھے نہیں مل رہی ہیں۔ اُن کیسوں میں بری ہو چکا ہوں گاڑیاں نہیں دے رہے ہیں مجھے۔ میڈم اسپیکر! یہ چیزیں زیادتی ہیں۔ کم از کم موجودہ حکومت سے یہ تو گزارش ہے کہ جن جن آفسرز پر یہ چیز ہم بات کر رہے ہیں۔ کم از کم اُنکی ایک یہ privilege motion یا privilege committee کے پاس جائیگی۔ تو اُس میں مجھے بھی سُنیں۔ مشتاق سکھیر اسی پاکستان میں رہتا ہے۔ ادھر سے اُسکی wife جہاز میں آتی ہے شانپنگ کر کے چلی جاتی ہے۔ کم از کم اُسکو بلا یا جائے کہ کیوں زیادتی ہوئی ہے؟

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! پلیز۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتراں: تو یہ kindly میری بھی گزارش ہے۔ مجید کی motion ٹھیک ہے اُسکی اپنی جگہ پر ہے۔ کم از کم اس میں میرا بھی کیس سامنے رکھا جائے۔ اگر کمیٹی میں جارہا ہے۔ privilege committee مجھے سنے میرے حالات دیکھے میرے واقعات دیکھے کہ کیوں یہATA-7 یا 365 ہے، یہ انوبراے تاوان کے۔ کیا میں بھیثیت ایک سردار ایک ایم پی اے ایک notable ایک عزت دار آدمی ہوں۔ میرا کام یہاں گیا ہے کہ اندازہ اور ان سے ransom لکیر انکو چھوڑو یا بند کرو۔ میڈم اسپیکر! یہ زیادتی ہے۔ اس اسمبلی کے ممبر کے ساتھ۔ یہ استحقاق میرا یا مجید کا نہیں ہے۔ اس پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس پر انکو یہ زبان ہونا چاہیے۔ اس پر قانون سازی کی ضرورت ہے۔ ہم

ساتھ ہیں اسمیں۔ جس طریقے سے بھی آج انکو چوت لگی ہے آئیں اسم اللہ۔ کل میری چوت پر تو کسی نے مرہم نہیں رکھا۔ ہم انکو ہر طریقے سے support کرنے کو تیار ہیں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! ایک تو آپ نے جو legislation کی بات کی۔ کیونکہ آپ لوگ ہیں۔ آپ I am a Custodian. You can make the legislation,. House is open۔

لوگ جس بارے میں بھی legislation کریں گے، لاکیں گے۔ تقاریر ضرور کرتے ہیں۔ لیکن issues ہیں۔ لیکن اُسکے اوپر آپ کو legislation کی ضرورت ہے۔ آپ جس پر بھی legislation کریں گے I am there to support you.

دوسرے میں، یہ آپ کو قانون کیونکہ بار بار کہا جا رہا ہے کہ اسپیکر، اسپیکر۔ تو میں آپ کو بتاؤں کہ اسمیں جوروں 66 ہے تاکہ یہ آپ پڑھ لیں گے کہ جب کسی رکن کو فوجداری الزام یا فوجداری جرم کی بنا پر گرفتار کر لیا جائے۔ عدالت کی طرف سے سزاۓ قید دی جائے یا انتظامیہ کے حکم کے تحت اُسے نظر بند کر دیا جائے تو عدالت یا انتظامی بیت حاکم جیسی بھی صورت ہو، کیلئے لازم ہو گا کہ وہ اسپیکر کو اس امر سے فی الفور مطلع کرے اور رکن کی گرفتار، نظر بندی یا سزا ایابی کے اسباب گوشوارہ دوم میں مجوزہ فارم کے مطابق اسپیکر کو ارسال کریں جو کہ انہوں نے کیا تھا۔ تو it is like this کہ

گوشوارہ دوں میں مجوزہ فارم کے مطابق اسپیکر کو ارسال کریں جو کہ انہوں نے کیا تھا۔ تو اس میں کہ وہ بعد میں They have to inform me. کریں گے۔ اُس میں جی وہ چیزیں۔ چونکہ ابھی آپ کی تحریک ہے آپ سے میں یہ کہوں گی کہ آپ اس پر اگر بات کرنا چاہتے ہیں ضرور آپ اپنا جو طریقہ کارہے رولر کے مطابق آپ اسمیں لیکر آئیں تاکہ ہم اُسکو ضرور دیکھیں۔ میں پہلے زیارت وال صاحب! اس پر اپنی رولنگ دے دوں پھر آپ کو موقع دیتی ہوں۔ (مدخلت۔ آوازیں) جی میں تحریک استحقاق پر اپنی رولنگ دے رہی ہوں۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

وزیر ملکہ تعلیم: میں بحث تو نہیں کرتا۔

میڈم اسپیکر: نہیں بحث ہوتی ہی نہیں ہے۔ چونکہ مجرک صرف admissibility پر بات کرتا ہے۔ جی آپ بولیں۔

وزیر ملکہ تعلیم: اس پر بولنا تو ہمارا وہ ہے نا۔

میڈم اسپیکر: نہیں، تحریک استحقاق پر بولا نہیں جاتا۔ صرف admissibility ہوتی ہے آپ رولر پڑھ لیں۔ admissibility کے بعد ہم اُسے جوہ ہے۔ میں نے تو انہیں اسلیئے کہ وہ اپوزیشن سے تھے وہ آپ کو support کر رہے تھے۔ مختصر یہ ہے کہ میں نے اُسکو اس تحریک استحقاق کو سپرد کرنا ہے اس پر جز ل بحث نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی admissibility پر بات کی۔ It is not open for the discussion۔

جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): دو منٹ لیں گے۔

میڈم اسپیکر: کیا آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: تحریک استحقاق پر تو وہ بولے۔ اس نے بڑے سارے سوالوں کو جنم دیا۔ میڈم اسپیکر! کیا پاکستان میں جب بھی ایکسیڈنٹ ہوتا ہے تو اُس پر وہ terrorism کے بعض دفعہ لگتا ہے یا نہیں لگتا؟ یہ جو کیس ہے یہ تو یہ منظر پیش کر رہا ہے کہ جس طرح ملک میں ایک ہی ایکسیڈنٹ ہوا ہے پتہ نہیں کیا ہوا ہے۔ وہ آدمی اپنے آپ کو surrender کر رہا ہے اُسکی مدد کرنا چاہتا ہے۔ پولیس کا ایک افسروں حمید پتہ نہیں وہ کیا "دستوئی" ایک ہاتھ سے پیسے لیتا ہے دوسرا ہاتھ سے اُن بیچاروں کو غلط بیانی کرتا ہے۔ ہے پولیس کا بندہ ہم We have got proof. کو وہ کہتے ہیں "کہ ہم میر ہیں" لیکر جائیں گے۔ اُن سے بات کریں گے، وہ کہتے ہیں "نہیں، نہیں، آپ بالکل بے فکر ہیں یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ میرے گھر کا بندہ ہے۔ تو شنید میں یہ آیا ہے یہ confirm کی ہے کہ اُس نے جتنی بھی demand کی ہے "کہ گاڑیاں چاہیں۔ غریب لوگ ہیں انگو گھر تک پہنچانا ہے۔" یہ پیسے ہیں وہ سب مل چکے ہیں لیکن جو شہید ہو گیا ہے اُسکے خاندان کا ایک بیان ہے۔ اور دوسری بات ہم یہ میر ہیں لیکر جانا چاہتے تھے انگو دلاسہ دینا چاہتے تھے۔ ہمارا approach انسانی تھا ہمیں نہیں جانے دیا۔ کہا "کہ جی! میر ارشتہ دار ہے میں یہ کروں گا وہ کروں گا"۔ بھائی! اگر تم سے غلطی ہوئی ہے تم نے anti-ہشتبگردی والادفعہ لگایا ہے ابھی اُس کو لے لو۔ کیوں خونخواہ اس ملک کو بدنام کرتے ہو اس ملک کے law کو بدنام کرتے ہو۔ پولیس کو بدنام کرتے ہو۔ ایک غلطی کے پیچھے ساری پولیس فورس اور ہماری ایجنسیاں اُس کا دفاع کر لیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: دوسری بات میڈم اسپیکر! پورے ہاؤس کی تفہیک ہوئی ہے۔ سردار صاحب نے ٹھیک کہا۔ آپ کسی ایم پی اے کے گھر میں اسکا گواہ ہوں CCPO صاحب نے مجھے ٹیلیفون پر contact کیا۔ اس پر بھی contact کر سکتا تھا۔ میں محض یہ کہا تھا کسی اور کوئی ٹیلیفون کرتا زیارت والوں کو ٹیلیفون کرتا نواب صاحب کو کرتا۔ جب وہ مجھ سے رابطے میں تھا پھر تو ہم یہ کر سکتے تھے، بغیر مجازیت کے، بغیر permission لیئے ہوئے بغیر دروازہ کھلکھلتے ہوئے۔ کسی ایم پی اے کے گھر میں دندناتے گھسنے۔ مجید شاید احتراماً نہیں کہہ رہا ہے۔ اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں انہوں نے جا کر کہا "کہ کا کا! یا بابا! یا فلاں! ہمارے گھر میں چورائے ہوئے ہیں"۔ بابا! پورے کس طرح آئے؟ کہتا ہے "منہ سارے باندھے ہوئے ہیں"۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ points آگئے ہیں، please آپ اسے repeat نہیں کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: اس پر آپ کی رائے چاہیے۔

میڈم اسپیکر: جی میں اپنی رونگ دے رہی ہوں۔ دیکھیں اس میں یہ ہے کہ، ڈاکٹر صاحب! We can not decide here that is why. جیسے تحریک استحقاق ہمیشہ کیونکہ پوری اسمبلی کو بہت سے حقوق جو معزز رکن نے سامنے لائے ہیں اُسکو ٹائم چاہیے بیٹھ کر دیکھنے کا۔ So I am giving for this. کہ کس طرح سے اس تحریک کو آگے ہم deal کریں گے۔ تواب اکا point of view آگیا ہے۔ انہوں نے اپنی admissibility پر بات کری۔ آپ تشریف رکھیں repetition نہیں کریں۔ جی

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: ہم لوگوں کا یہ ہے کہ آئندہ یہ ہر ایم پی اے کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ یہ اس صوبے میں اس اسمبلی کی اس گورنمنٹ کی۔

میڈم اسپیکر: یہ سارے اس اسٹینڈنگ کمیٹی میں address ہو گے۔ جی questions please Police is a part of government. Paramilitary is a part of the government. یہ ہمارا collective insult ہوا ہے پورے گورنمنٹ کا۔ ان تمام چیزوں کا نوٹس لینا چاہیے کہ محض ایک بندے کی غلطی سے اُس کے بعد بھی سینکڑوں accidents ہوئے۔ وہ آگ جو جلی تھی اُس میں کم از کم 180 یا 280 بندے جلے۔ وہ انہوں نے آگ کے اپنے آپ کو حوالے کیئے۔ اُس پر بھی terrorism کا دفعہ نہیں لگا ہے اُس میں ڈھائی سو بندے مرے۔

میڈم اسپیکر: Ok تو ڈاکٹر صاحب! آپ بل لائیں۔ اس پر بات کریں جب اسمبلی میں ہوگا۔ میں اس وقت معزز رکن عبدالجید اچکزی صاحب جو اپنی تحریک استحقاق لائے ہیں اُسکو باضابطہ قرار دیتے ہوئے تحریک استحقاق کو اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رکن کے قاعدہ 60 کے تحت اسے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جاتا ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں، اُس میں سردار صاحب! آپ کو الگ سے لانا پڑے گا۔ آپ تشریف لائیں میں آپ کو اس میں بتاؤں گی۔ کیونکہ یہ اس وقت پیش ہوتی ہے اُسکا ایک طریقہ کا رہتا ہے ہر چیز کا ایک طریقہ کا رہے۔ سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ چیز میں مجلس قائمہ برائے مکملہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن۔ نو شرکی صاحب! please دیکھیں یہ رونز کے مطابق نہیں ہے آپ بیٹھ کر بات کریں۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بورڈ آف روپنیو اینڈ ٹرانسپورٹ بلوچستان ماس ٹرانزٹ اتحاری کا مسودہ قانون مصادرہ 2017ء مسودہ قانون نمبر 7 مصادرہ 2017ء کی بابت مجلس کی روپرٹ پیش کرنے سے متعلق تحریک پیش کریں۔۔۔ (مداخلت) جی سردار صاحب! آپ کو عارض صاحب نے اپنا اختیار دیا ہے وہ چھٹی پر ہیں۔ اس وقت کارروائی ہو رہی ہے۔

میڈم اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑکان: شکریہ میڈم اسپیکر! میں چیز میں مجلس قائمہ برائے مکملہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ

آف ریونوائینڈ ٹرانسپورٹ بلوچستان کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ماس ٹرانزٹ اخراجی کا مسودہ قانون مصدر 2017ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2017ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 22 اگست 2017ء تک توسعی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ماس ٹرانزٹ اخراجی کا مسودہ قانون مصدر 2017ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2017ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 22 اگست 2017ء تک توسعی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ماس ٹرانزٹ اخراجی کا مسودہ قانون مصدر 2017ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2017ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 22 اگست 2017ء تک توسعی منظوری دی جاتی ہے۔ چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ آف ریونوائینڈ ٹرانسپورٹ بلوچستان ماس ٹرانزٹ اخراجی کا مسودہ قانون مصدر 2017ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2017ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: شنگر یہ میڈم اسپیکر! میں چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ آف ریونوائینڈ ٹرانسپورٹ بلوچستان کی جانب سے بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: مجلس کی رپورٹ پیش ہوئی۔

ایوان کی کارروائی۔ آڈیٹ جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پلک سیکٹر انٹرپرائیز حکومت بلوچستان کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹ جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پلک سیکٹر انٹرپرائیز حکومت بلوچستان ایوان کی میز پر رکھیں۔

سردار محمد اسلام بزنجو (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ خزانہ): میں وزیر خزانہ، بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹ جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پلک سیکٹر پر ایڈپریٹر پرائیز حکومت بلوچستان ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: آڈیٹ جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پلک سیکٹر انٹرپرائیز حکومت بلوچستان ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔ آڈیٹ جزل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پلک سیکٹر پر ایڈپریٹر پرائیز حکومت بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 160 کے تحت پلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جی شاہدہ رووف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ روڈ: دیسے تو آج اسمبلی میں کوئی خاص وہ نہیں ہے، لیکن کیونکہ وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں اور میرا issue بھی انہی سے related ہے، تو میں چاہوںگی کہ اُن کے گوش گزار کر دوں۔ اپیکر صاحب! important issue کے ساتھ ایک بڑا permission سب کے علم میں ہو گا کہ provincial consolidated fund جو ہے، جو کہ اسٹیٹ بینک میں جس کا کاؤنٹ ہوتا ہے جس کے اندر آپکا سارا بجٹ ہوتا ہے۔ میں اسکو چاہوںگی کہ اگر حکومت اُس کو deny کر رہی ہے کہ میری بات صحیح نہیں ہے تو وہ اس کا ایسا بھی کر سکتے ہیں لیکن میں یہ کہہ رہی ہوں کہ میری انفارمیشن ہے یہ۔ ماضی کے اندر اس کے اندر بھی بھی بلینس وہ 30 یا 40 بلین سے کم نہیں رہا ہمیشہ ہر stage پر۔ ابھی کی سننے کی بات ہے ابھی کے ہمارے جو knowledge میں چیز آرہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ provincial consolidated funds آپ کے صوبے کا۔ اُسکا بلینس 1 یا 2 بلین روپے جو ہے وہ state bank میں پڑا ہے۔ تو میں سردار اسلام بنجو صاحب سے یہ کہوں گی کہ اگر صحیح نہیں ہے اور وہ اسکو کر سکتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے تو یہ انتہائی گھمیبر situation ہے صوبے کیلئے۔ آپ کے پاس ہو گا جب آپ کی صوبائی حکومت کو مزید پیسے کی ضرورت پڑی تو وہ اس کے لئے over draft over draft کی فارم میں آپ سب کو پتہ ہے کہ پھر اس پر آپ کو interest pay کرنا پڑتا ہے۔ جب آپ فی گھنٹہ pay interest کریں گے تو آپ کا صوبہ کہاں کھڑا ہو گا یہ بھی سوچنے کی بات ہے۔ اتنی تیزی سے رقم کہاں گئی کہاں utilize ہوئی، زمین پر آیا گئی ہوئی ہے یا نہیں at least مجھ تلو نظر نہیں آتی۔ تو یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ اس کو دکھائے ہمیں کہ اتنی تیزی سے بینک سے جو خزانہ گیا ہے وہ کہاں گیا ہے؟

میڈم اپیکر: شاہدہ صاحب! یہ بہت اچھا سوال ہے اس پر سوال کیوں نہیں لاتے ہیں؟

محترمہ شاہدہ روڈ: نہیں میں یہ چاہتی ہوں کہ پہلے at least حکومت مجھے یہ بتائے کہ آیا یہ حقیقت پرمنی ہے۔

میڈم اپیکر: ہو سکتا ہے منظر اس کیلئے تیار نہ ہو۔ توجہ دلا و نوٹس اسی لئے ہے۔ توجہ دلا و نوٹس پر لے آؤ۔ This is very important

محترمہ شاہدہ روڈ: اگر منظر صاحب اس وقت یہ کہتے ہیں کہ اُن کو اس بارے میں علم نہیں ہے تو انشاء اللہ میں next session میں اس کو لاؤں گی۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ خزانہ: اس پر سوال لا کیں۔

میڈم اپیکر: جی۔ اس پر توجہ دلا و نوٹس موجود ہے بہت اچھا ہے اس کو توجہ دلا و نوٹس پر لے آئیں تو اچھی بات ہے۔ جی لیاقت آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: پاکنٹ آف آرڈر میڈم اسپیکر! اراکین اسمبلی کو میڈ یکل بلوں کے حصول میں درپیش دشواریوں کی بابت خصوصی کمیٹی۔ ایک کمیٹی اس ہاؤس نے بنائی تھی یہ کوئی 7-2006ء میں۔ اور اس میں ممبران نے بڑی جان فشنی کی اور اچھا کام کیا اور اس میں تقریباً کوئی چار یا پانچ میٹنگیں کی ہیں اور پھر کمیٹی کی رپورٹ اسمبلی میں جمع کرائی ہے اس کمیٹی رپورٹ کی سفارشات بڑی مفید ہیں۔ اگر آپ ایک مہربانی کریں اس کمیٹی کی سفارشات کو منگولیں اور اسکو دیکھ لیں اور اسکی implementation کیلئے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ کرائیں تو میرے خیال میں جو اس وقت ممبران اسمبلی کو اپنے میڈ یکل بلوں کے سلسلے میں جو مسائل درپیش ہیں، وہ اس کمیٹی کی سفارشات میں ہیں اور یہ انشاء اللہ و تعالیٰ اس سے حل ہو جائیں گے اور اس سے آپ کو بھی آسانی ہوگی۔

میڈم اسپیکر: ok سیکرٹری اسمبلی صاحب! اس کونوٹ کر کے آغا صاحب سے بات کر کے اور اس کو سب ممبران میں تقسیم کریں۔ زیارت وال صاحب! آپ نے بات کرنی ہے please

وزیر مکملہ تعلیم: شکریہ میڈم اسپیکر! میں self explanation Assembley of the floor پر بات کرنا چاہوں گا۔ اور میں صحبتا ہوں کہ آج ہم جہاں کھڑے ہیں اور Floor of the House اور اس ایوان کی کیا ذمہ داری ہے اور کس صورتحال سے ہم دوچار ہیں اس پر بات کرنا چاہوں گا خصوصاً جمہوریت کے حوالے سے۔ اور مجید خان نے یہاں کچھ بتیں رکھی ہیں اُنکے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا۔ شروع دن سے آج تک اس ملک میں جمہوری اور غیر جمہوری قوتوں کے درمیان جو چیلنج شروع شروع دن سے ہوئی ہے میڈم اسپیکر! وہ آج تک جاری ہے۔ میں بار بار اس فلور پر کہہ چکا ہوں اور جو بھی اقدامات غیر جمہوری قوتوں کی طرف سے اٹھائے گئے تھے، ایک دن اور اس میں سپریم کورٹ بھی ایک کیس میں جن الفاظ کا انہوں نے سہارا لیا تھا اُن تمام کے بیشمول تمام اقدامات پر جو لوگ جمہوریت کے دائی تھے جو جمہوری حکمرانی کی بات کر رہے تھے اور جو جمہوری حکمرانی چاہتے تھے، پاکستان کی تشکیل سے پہلے انگریز کے خلاف اور پاکستان کی تشکیل کے بعد پھر جمہوریت، جمہوری نظام، جمہوری حکمرانی، پارلیمنٹ کی بالادستی، قوموں کی برابری، صوبوں کی از سرنو تشکیل یہ تمام وہ ایشور تھے جن پر ہمارے اکابرین سالہا سال جیل میں رہے۔ آئین ساز اسمبلی بنی اس میں آئین کیلئے کمیٹی کی تشکیل کی، چار، پانچ سالوں میں انہوں نے ایک آئین وہ لے آیا اور اس آئین کو پاس ہونا تھا اس کو سبوتاش کیا گیا۔ پھر 1955ء میں ون یونٹ پھر 1956ء میں آئین پھر 1958ء کا مارشل لاء، پھر 1962 کا مارشل کا آئین، پھر 1969ء کا دوسرا مارشل اے 1970ء میں انتخابات اور اسکے نتائج سے انکار پھر 1973ء کا آئین اور 1973 کے آئین کو پھر ایک جزو نے 6 جولائی 1977ء کو جس طریقے سے پھینکا، اور ملک کیلئے ہمارے لئے آپکے لئے اور تمام ملک کیلئے سب سے اہم دستاویز آپکا آئین ہوا کرتا ہے اور جو لوگ آئین کی قدر دانی نہیں کرتے اور آئین کو چند صفحات کے کاغذ سمجھ کر پھینک دیتے ہیں۔ یہ تمام

اقدامات پھر اسکے بعد 1999ء کا مارشل لاء، پھر 1999ء کے مارشل کے بعد جو صورتحال ہوئی۔ کورٹ پر حملے ہوئے عدالت کی جو تفہیک کی گئی یہ تمام چیزیں اس میں ایک جانب جمہوری قوتیں اور دوسری جانب غیر جمہوری قوتیں۔ میں پورے ملک کے ساتھ یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ایک دن ایک منٹ کیلئے بھی کسی غیر جمہوری قوت کی حمایت نہیں کی ہے۔ اور پوری تاریخ خان شہید سے لیکر، انگریز سے لیکر آج تک ان اصولوں کا پانیا ہے جس پر ہمیں بھی فخر ہے اور آج دنیا بھی اس پر فخر کر رہی ہے۔ اور آج یہ نقشہ سارے پاکستان کے سامنے open ہو گیا ہے، ہمیں اگر ان باتوں پر کوئی ڈرائے گا، ہماری تاریخ کو اگر ان باتوں سے کوئی مسخ کریگا تو میں، آج ہم جہاں کھڑے ہیں اس کیلئے جس سنجیدگی کی ضرورت ہے، اُس سنجیدگی کیلئے آج بھی ہم تیار نہیں ہیں، آج بھی ہم جذبات کا شکار ہیں اور جذباتی حالات میں معاملات کا جائزہ لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جمہور کی حکمرانی نہیں ہو گی تو پھر ہم سب کا خدا حافظ۔ پھر یہاں کچھ بھی نہیں رہ سکتا ہے۔ میں صرف اتنا آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جو بھی قانون ہے، جس بھی طریقے سے ہیں، جس طریقے سے یہ ہوا، اس ملک کے ایک شہری کی حیثیت سے ہر کسی پر لازم ہے۔ جہاں بھی ہماری فورسز جاتی ہیں جو بھی واقعہ ہے جس کو بھی گرفتار کرنا ہے، یہاں ایک ایڈنفریشن ہے اور اس کا ایک سربراہ ہے۔ کیا وہ inform ہے، کیا اُسکو بتایا گیا ہے؟ اگر اُسکو بتایا گیا ہے، آئین پاکستان کے تحت (شناخت 129 اور 130) کے تحت اگر وہ inform ہے، استحقاق پر آپ کے پاس روپرٹ آجائیگی۔ اگر وہ inform نہیں ہے اور پھر اس میں جو واقعہ جس طریقے سے ہوا۔ مجھے دکھ ہے اس بات کا، انتہائی دکھ ہے کہ ایک accident کے کیس میں ساری دنیا میں جو terrorism ATC ہے اُسکی definitions ہے اور اس definitions کے تحت ڈرائیونگ میں، accident میں غفلت ہے، کوتاہی ہے، لاپرواہی ہے، نظر اندازی ہے، مختلف چیزیں آسکتی ہیں۔ اسکے اپنے قوانین ہیں، اُسکی اپنی سزا میں ہیں۔ لیکن terrorism mean وہ کچھ اور ہے۔ وہ دہشتگردی ہے آپ کسی کو خوف زدہ کرتے ہوئے، خوف کو پھیلانے کے لیے ایک ایسا عمل کرتے ہیں جس سے آپکا سارا معاشرہ اپنی خودی اور خود اختیاری کو کے مغلوب ہو کے بیٹھ جائے۔ یہ terrorist کی تعریف میں آتا ہے۔ یہاں اس act سے، اس عمل سے ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو متاثر ہوئی یا متاثر ہو گی، لیکن یہ لگائے گئے۔ میں پھر بھی اپنے صوبے کے ہائی کورٹ کا مشکور ہوں، مجبوں کا کہ انہوں نے ATF کو پہلی پیشی میں اڑایا۔ 302 کے جو دفعات لگے تھے اُسکو ختم کر دیا، 324 کو ختم کر دیا۔ آئے accident پر، غفلت، کوتاہی، لاپرواہی جس بھی ذریعے سے accident ہوا سکے لیے کیا کچھ کیا جاسکتا ہے قانون کے ان دفعات پر آگئے ہیں۔ تو کیا ہمارے پولیس آفیسر ان کو اس بات کا پتہ نہیں تھا کہ ATF آپ نے کب لگانا ہے؟ جب سپریم کورٹ آپکو فیصلہ دے چکا ہے اُسکو ہم نے کیا کرنا ہے۔ اور سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کی حیثیت سے ہمارے ادارے ہیں اس ملک کے۔ ہمیں باہمی احترام سے چلنا ہو گا۔ مقتنہ کی حیثیت first ہے۔ اور مقتنہ بتاتا ہے عوام کے ووٹ سے، عوام کی رضامندی سے۔ اور مقتنہ کا جو آئین

ہے، متفقہ کے جو قوانین ہیں ان کو implement کرنا اُسکی جو کوئی خلاف ورزی کرتا ہے اُس کو روکنا یہ ہمارا عدالتی نظام ہے جس میں سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور اُسکے نیچے جتنی بھی عدالتیں آتی ہیں اُنکا کام ہے۔ پھر انتظامیہ کا کام یہ ہے، اگر وہ implementation پر جاتی ہے تو انتظامیہ سے کروانا ہے۔ اب اگر سب کچھ کے مالک، جس کی حیثیت آئین میں پہلی ہے اور آئین جس کو اہمیت اور افادیت دیتا ہے اُس کو آپ نیچے گرانیں گے، تو پھر دوسرے اداروں کا تقسیم کیا ہوگا؟ جب سپریم کورٹ پر حملہ تھا کون سامنے تھا کس نے دفاع کیا؟ سیاسی پارٹیوں نے دفاع کیا، جب آپ کے میڈیا کو آزادی نہیں مل رہی تھی تو کون کی جیلوں سے اُن کو آزادی ملی؟ میڈیا کو کس نے آزاد کروایا؟ اور وہ آزاد میڈیا، ہمیں گلہ شکوہ نہیں ہے لیکن ضمیر کو جھوٹ کے اُن لوگوں کے خلاف بھی کہنا چاہیے جو یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔ ہمیں کسی نے خریدا نہیں ہے۔ اگر کسی کا خیال ہے کہ ہم خرید لیں گے، یہ خریدنے کی باتیں نہیں ہیں۔ یہ خودی کی باتیں ہیں، خود مختاری کی باتیں ہیں، اپنے اختیار کی باتیں ہیں۔ ایک شہری کی حیثیت سے، ہم سب کے حقوق ہیں اور ان کا احترام لازمی ہے۔ اب وہ حقوق پامال ہو رہے ہیں اُن کو پامال کیا جا رہا ہے اور اُس میں میڈیا کا کردار کیا ہے، اس میں میڈیا کے بعض لوگوں کا کردار ٹھیک نہیں رہا، کسی بھی معاملے میں ٹھیک نہیں رہا، بعض کو appreciate کرتے ہیں۔ بعض نے بہترین role اپنایا ہے نہایا ہے اور بعض لوگ غلط راستے پر چل کے غلط role ادا کیے ہیں تو ہم اُس کو مزید کچھ نہیں کہیں گے۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! please conclude کریں اس پر تقریر نہیں ہو سکتی۔

وزیر مکملہ تعلیم: میڈم اسپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو صورتحال اس وقت ملک میں ہے، اس صورتحال کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اور ٹھیک کرنے کے لیے میڈم اسپیکر! میں اس لیے اٹھا ہوں، ٹھیک کرنے کے لیے، ہمارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ہم اسکے عادی بن چکے ہیں۔ اگر وہ مزید بھی کریں گے جس طریقے سے بھی کریں گے جب تیں، بتیں سال خان شہید نے جیل میں گزارے تب بھی ہمارے منہ سے ایک بھی جملہ ایسا کسی نے ادا نہیں کیا نہ تکا جو پاکستان یا اُسکے آئین قوانین کے خلاف تھا۔ لیکن میڈم اسپیکر! اس وقت تمام سیاسی پارٹیوں کی ذمہ داری ہے تمام اُن قوتوں کی ذمہ داری ہے جو جمہوریت کی، جمہوری نظام کی، جمہور کی حکمرانی کی، پارلیمنٹ کی بالادستی کا سوچ رکھتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور اس کو پاکستان کے لیے بہتر سمجھتے ہیں وہ سب کچھ چھوٹ کے بیٹھ جائیں، وہ مل جائیں۔ ایک دوسرے کو نیچے گرانے کے بجائے بیٹھ جائیں میں صورتحال خطرناک شکل اختیار کر چکی ہے۔ بیٹھ جائیں ہمارے ارد گرد کیا کچھ ہو رہا ہے یہ ٹھیک صورتحال نہیں ہے، اندر وہ خانہ کیا صورتحال ہے یہ بھی ٹھیک نہیں ہے وہ بیٹھ کر اس پر سوچیں اور اس پر بیٹھ کے مسائل کا حل نکالیں۔ ہمارے اداروں کے درمیان نکراوں نہ ہو، ہر ادارہ کا اپنی جگہ پر کردار مقدم ہے۔ وہ اپنے مقدم کردار کو ادا کرتا رہے لیکن کسی دوسرے ادارے کے تقسیم اور مقدم کو کسی بھی صورت میں چلنے کرے اور نہ کسی بھی صورت میں اسکو ایسی وہ

پہنچائے جس سے اُس ادارے کی تضمیک ہو۔ تو اُس میں جو پہلی حیثیت حاصل ہے وہ آپ کی پارلیمنٹ کو حاصل ہے ہماری اس غربی کو حاصل ہے۔ اس غربی پر جو لوگ ہو نگے آپ کے ساتھ جو لوگ ہیں، اس غربی کو آگے لے جانے کے لیے یہ پاکستان کا مستقبل بھی ہے اور یہ پاکستان کے لیے بہترین role بھی ادا کر سکتا ہے اور اسکو اگر کوئی پامال کر دے گے اس کی بے احترامی کر دے گے اس کے احترام کو نہیں مانیں گے اور اس کا احترام نہیں دینے کا مرعنی زر کن جو کچھ کہہ رہا تھا وہاں سے بھی کہہ رہا تھا یہاں سے بھی کہہ رہا تھا۔ جو کچھ جس طریقے سے ہوا یا جس طریقے سے ہوا تھا simple accident کو بہانہ بنانے کے پتے نہیں کیا کیا کچھ۔ اور اس پر پتہ نہیں کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ ایسی صورتحال میں ہم دو قدم بھی آگے جاسکیں گے۔ یہ رکاوٹیں جمہوریت کے راستے میں، جمہور کے راستے میں، آئین اور قانون کی حکمرانی کے راستے میں، جو بھی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں یہ ہمارے لیے نیک شگون نہیں ہیں۔ یہ خراب صورتحال ہے اور اس خراب صورتحال میں، آخر میں پھر request کی حیثیت سے آپ سے custodian of the house کو ملک کی سیاسی اور جمہوری قوتوں سے میری اپیل ہے، اُن قوتوں سے جو جمہوریت نواز ہیں اور اپنے خمیر میں جمہوریت دوستی رکھتی ہیں اُن سے اپیل ہے کہ وہ بیٹھ جائیں اور جس صورتحال کا اس وقت ملک کو سامنا ہے، سیاسی لوگوں کی ذمے داری ہے اور کسی کی نہیں ہے جو ذمہ داریاں کسی اور کسی ہیں وہ ذمہ داریاں ہمیں معلوم ہیں، ہمارے جو دوسرے ادارے ہیں انہوں نے کیا کرنا ہے۔ لیکن سیاسی فیصلے سیاسی لوگوں نے کرنے ہیں اور سیاسی لوگوں کو بیٹھ کے فیصلے کرنے ہو نگے، فیصلے تلنے ہو نگے ناگوار ہو نگے، فیصلے کسی کے لیے ناقابل قبول ہو نگے۔ لیکن ہمت سے، جرأت سے استحقامت سے سب کچھ کو چھوڑ کے اپنے لیے، اپنے ملک کے لیے اپنے لوگوں کے لیے، وہ فیصلے کریں تاکہ آپکا اور آپکے اس ملک اور اُسکے 20 کروڑ عوام مشکلات سے نکل کر آگے جاسکیں۔ آج کی جو صورتحال ہے آج آپ stock exchange کو آپ دیکھ لیں، کیا نام اُس کو دیتے ہیں، 600,700,1000 گر جاتے ہیں۔ تو یہ ناگوار صورتحال ہے۔ اس صورتحال کو محترمہ نے یہاں بات کی کہ پیسے نہیں ہیں تو خزانے کے پاس کتنے پیسے ہیں۔ ہم تو پہلے ہی یہاں یہ باتیں رکھ چکے ہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اگر ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں تو پیسے لانے کے لیے ہمارے پاس کیا ہے؟ NFC Award اُسکے ذریعے جو پیسے مل رہے ہیں انہی پیسے پر تو ہم اس کو چلا رہے ہیں زندگی گزار رہے ہیں تو اسکے علاوہ بات یہ ہے کہ تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے 2015ء میں، میں تین چار مرتبہ کہہ چکا ہوں، 2015ء میں NFC Award طے ہوا ہے۔ NFC Award کو طے ہونا اس کو اتواء میں رکھنا خود پارلیمنٹریں کے لیے یہ ہو جاتا ہے کہ آپ خود اپنے آئین کی یا پارلیمنٹ کی جو ذمہ داری ہے سیاسی اور جمہوری قوتوں کی جو ذمہ داری ہے اُس کو آپ لوگ خود پامال کر رہے ہیں۔ جو due to 2015ء میں اسکو طے ہونا چاہیے تھا۔ اگر اسکا فائدہ کسی کو زیادہ جا رہا ہے تو وہ بھی اس ملک

کے باسی ہیں اور وہ صوبے بھی اس ملک کا حصہ ہیں انکو ملنا چاہیے وہ فائدے ہم کیوں روک رہے ہیں؟ کیا ہم جمہوریت کے ساتھ اچھا کر رہے ہیں؟ تو ہم پر کبھی ذمہ داریاں ہیں اگر ہم اچھا نہیں کر رہے ہیں تو اس اقدام کو ہم نہیں سراہیں گے۔ اُس کو التوا میں ڈالنے کے ہم بالکل اس پر ایک معنی میں ناراض بھی ہیں۔ اور ہم اپنی ناراضگی کا اظہار اس بنیاد پر کر رہے ہیں کہ کوئی بھی سیاسی گورنمنٹ ایک دن کے لیے بھی آئینی provision، جو بھی چیزیں ہیں، التوا میں اسکو نہیں رکھے۔ اور اُسکی التوا غلط ہے اور اُسکی التوا کے نتائج بھی غلط ہونگے۔ تو میڈم اسپیکر! میں صرف یہ آپ کے سامنے ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا تھا جو صورتحال ہوئی، جو خوش گوار فیصلے سپریم کورٹ کی جانب سے آئے اور ان فیصلے کی اُس سے جمہوریت، جمہوری نظام، جمہوری سسٹم کی جو صورتحال پیدا ہوئی۔ میں پھر آفرین دیتا ہوں اُن تمام سیاسی پارٹیوں کو وزیر اعظم کو جنہوں نے سپریم کورٹ کے فیصلے پر من عن عمل کیا۔ اور جمہوری قوتوں کو پھر appreciate کرتا ہوں، بڑے اچھے طریقے سے انہوں نے پارلیمنٹ کے اندر نئے وزیر اعظم کا انتخاب کیا ہے۔ اور سسٹم کو آگے بڑھنے اور چلنے دیا ہے۔ یہ لائق تحسین ان اقدام تھا اور جمہوری قوتیں یہ کرچکی ہیں۔ اور مزید بھی ذمہ داریاں ہیں جمہوری قوتوں پر اور ملک کے استحقاق اور بہتری کے لیے مجھے امید ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں گی اور اس طریقے سے ملک کی سیاست کو، جمہوری نظام کو اور معاشرت کو اور خصوصاً امنیتی دنیا سے آپ کے جو بارڈرز ہیں آپ کے جو ہمسائے ہیں اُن سے بہترین تعلقات استوار کر کے اپنی زندگی کو آگے بڑھانے میں کردار ادا کریں گے۔ یہ تمام سیاسی پارٹیوں کی ذمہ داری ہوگی اور یہ اُنکے ایجاد کے نکات ہونے چاہیں۔ اور ان صورتحال کو جو ہمارے سامنے ہے۔ رات کو آپ پوری دنیا ٹیکیو بیشن پر یہ سب کچھ دیکھے گی۔ تو اس صورتحال کو ٹھیک کرنے کے لیے ذمہ داری ہے۔ اور اُس ذمہ داری کے تحت میں نے کہا ہے۔ اور اس ذمہ داری کو آگے لے جانے کے لیے مزید جو ہمارے کچھ جو میں کہہ چکا ہوں یہ ذمہ داری کے تحت میں نے کہا ہے۔ اور اس ذمہ داری کو آگے لے جانے کے لیے میری طرف سے انجام کے طور پر یہ ہوگی کہ وہ ان چیزوں کو منظر رکھ کر، کس طریقے سے صورتحال کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے۔ ہر ایک کو اپنی ذمہ داری اور اپنا فریضہ ادا کرنا ہوگا۔

thank you very much

میڈم اسپیکر: ok thank you اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 25 اگست 2017ء بوقت شام 4 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 بجے 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)